بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 17

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

6 رشوال 1444 ہجری قمری ● 27 رشہادت 1402 ہجری شمسی ● 27 راپریل 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

قَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ وَّمَغۡفِرَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ صَدَقَۃٍ یَّتۡبَعُھَاۤ اَذًی ؕ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَلِیۡمٌ ﴿۲۶۴﴾

ترجمہ :: اچھی بات کہنا اور معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے ایسے صدقہ سے کہ کوئی آزار اُس کے پیچھے آ رہا ہو۔ اور اللہ بے نیاز (اور) بُردبار ہے۔

(البقرہ آیت 164)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 21 راپریل 2023 کو مسجد مبارک اسلام آباد، یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ایک سچا مسلمان نہ مغضوب ہوسکتا ہے نہ ضالین کے زمرہ میں شامل ہوسکتا ہے

مغضوب وہ قوم ہے جس پر خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا اور ضال سے مراد عیسائی ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

مذہب اسلام چونکہ اعتدال پر واقع ہوا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے تعلیم یہی دی ہے اور مغضوب اور ضالین سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ ایک سچا مسلمان نہ مغضوب ہوسکتا ہے نہ ضالین کے زمرہ میں شامل ہوسکتا ہے۔ مغضوب وہ قوم ہے جس پر خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکا۔ چونکہ وہ خود غضب کرنے والے تھے اس لیے خدا کے غضب کو کھینچ لائے اور وہ یہودی ہیں اور ضال سے مراد عیسائی ہیں۔

غضب کی کیفیت قوت سبعی سے پیدا ہوتی ہے اور ضلالت وہمی قوت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور وہمی قوت حد سے زیادہ محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ بیجا محبت والا انسان بہک جاتا ہے حُبُّکَ الشَّیۡءَ یُعۡمِیۡ وَیُصِمُّ اس کا مبدء اور منشا قوت وہمی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چادر کو بیل سمجھتا ہے اور رسی کو سانپ بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی شاعر نے اپنا معشوق ایسا قرار نہیں دیا جو دوسروں سے بڑھ کر نہ ہو۔ ہر ایک کے واہمہ نے نئی تصویر ایجاد کی۔

قوت بہیمی میں جوش ہو کر انسان جادۂ اعتدال سے نکل جاتا ہے؛ چنانچہ غضب کی حالت میں درندہ کا جوش بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً کتا پہلے آہستہ آہستہ بھونکتا ہے پھر کوٹھا سر پر اُٹھالیتا ہے۔ آخر کار درندے طیش میں آ کر نوچتے اور پھاڑ کھاتے ہیں۔ یہود نے بھی اسی طرح ظلم و تعدّی کی بُری عادتیں اختیار کیں اور غضب کو حد تک پہنچا دیا۔ آخر خود مغضوب ہو گئے۔ قوت وہمی کو جب استیلاء ہوتا ہے تو انسان رسی کو سانپ بناتا اور درخت کو ہاتھی بتلاتا ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ یہ قوت عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ اسی واسطے عیسائی مذہب اور بت پرستی کا بڑا سہارا عورتیں ہیں۔ غرض اسلام نے جادۂ اعتدال پر رہنے کی تعلیم دی جس کا نام اَلصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ہے۔ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 456، مطبوعہ قادیان 2003)

انبیاء کی جماعتوں کی ترقی اور ابتلاء یہ دو توام بھائی ہیں جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے

جب تک کوئی قوم مرنے کیلئے تیار نہ ہو وہ زندہ نہیں ہوسکتی کیونکہ زندگی موت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

غرض یکے بعد دیگرے ان لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم ۔ناقل) نے موت کو قبول کیا اور موت میں ہی اپنی ساری کامیابی سمجھی ۔یہی چیز تھی جس کی وجہ سے وہ قلیل ترین عرصے میں ساری دنیا پر غالب آ گئے اور ایسی شان سے غالب آئے کہ اس کی مثال پہلی کسی قوم میں نہیں ملتی ۔ پھر دیکھو مصائب کا یہ سلسلہ جلدی ختم نہیں ہوگیا بلکہ ایک لمبے عرصہ تک جاری رہا۔ خلافت قائم ہوئی تو حضرت عمرؓ شہید ہوئے ۔ حضرت عثمانؓ شہید ہوئے ۔حضرت علیؓ شہید ہوئے اور کربلا کے میدان میں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریباً سارا خاندان ہی شہید ہوگیا۔ بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ابتلاء صرف ابتدائی زمانہ میں آتے ہیں، ترقی کے زمانہ میں ابتلاؤں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے مگر یہ درست نہیں ۔انبیاء کی جماعتوں کی ترقی اور ابتلاء یہ دو توام بھائی ہیں جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے ۔ابتدائی سے ابتدائی زمانہ میں بھی ابتلاء آتے ہیں اور ترقی کے انتہائی زمانہ میں بھی ابتلاء آتے ہیں۔ اس طرح ابتداء سے انتہاء تک ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔جب نبی ایک منفرد وجود ہوتا ہے اور اس پر صرف ایک یا دو آدمی ایمان لانے والے ہوتے ہیں، اس وقت بھی ابتلاء آتے ہیں اور انتہائی عروج کے وقت جب سلسلہ کو ترقی پر ترقی حاصل ہو رہی ہوتی ہے اس وقت بھی ابتلاء آتے ہیں ۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے دن بھی مصائب اور مشکلات میں سے گزرنا پڑا اور آپؐ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو مختلف قسم کے ابتلاء پیش آئے اور اس کے بعد جب ترقیات کا زمانہ آیا اس وقت بھی ان ابتلاؤں کا سلسلہ جاری رہا ۔ یہ نہیں ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں کسی دن اس خیال کے ساتھ سوئے ہوں کہ اب تمام مشکلات پر قابو پالیا گیا ہے۔ اور وہ تمام مسائل جو مسلمانوں کی ترقی کے ساتھ تعلق رکھتے تھے حل ہو چکے ہیں ۔نہ حضرت ابوبکرؓ نے کبھی ایسا خیال کیا نہ حضرت عمرؓ نے کبھی ایسا خیال کیا نہ حضرت عثمانؓ نے کبھی ایسا خیال کیا اور نہ ہماری جماعت کو کبھی ایسا خیال کرنا چاہئے ۔ یہ چیزیں الٰہی سلسلوں کے ساتھ وابستہ ہیں اور کبھی کوئی روحانی جماعت ان کے بغیر ترقی نہیں کرسکتی۔ ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کی نوعیت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ۔ یعنی ہم ضرور تم کو کسی قدر خوف اور بھوک اور اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے اور اے ہمارے رسول تُو ان لوگوں کو جو ان ابتلاؤں کے اوقات میں اپنے راستہ سے ہٹیں نہیں اور مضبوطی سے دین کی راہ میں قربانیاں کرتے چلے جائیں ہماری طرف سے بشارت اور خوشخبری دے دے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں گے۔ غرض جب تک کوئی قوم مرنے کیلئے تیار نہ ہو وہ زندہ نہیں ہوسکتی کیونکہ زندگی موت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی ۔جب تک دانہ مٹی میں نہیں ملتا شگوفہ نہیں نکلتا۔ بچہ پیدا نہیں ہوتا جب تک رحم کی تاریکیوں میں سے نہیں گزرتا۔ اسی طرح کوئی قوم بھی ترقی نہیں کرسکتی جب تک وہ ایک موت اختیار نہ کرے۔ (تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 581)

......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(2377) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصار کو بلایا اس لئے کہ ان کو بحرین میں جاگیریں دیں تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپؐ ہمیں دیتے ہیں تو ہمارے بھائی قریشیوں کو بھی ویسی ہی جاگیریں دیجئے۔ مگر اس وقت آپؐ کے پاس اور نہیں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم میرے بعد عنقریب دیکھو گے کہ تم پر دوسرے مقدم کئے جائیں گے۔ اس وقت تم صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے ملو۔

اللہ تعالیٰ انصارؓ کے بارے میں فرماتا ہے: یُحِبُّوۡنَ مَنۡ هَاجَرَ اِلَیۡهِمۡ وَلَا یَجِدُوۡنَ فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوۡتُوۡا وَیُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ ؕ (الحشر: 10) جو لوگ ہجرت کر کے انصارؓ کے پاس آئے ہیں ان سے وہ محبت رکھتے ہیں اور اپنے دلوں میں اس (مال) کی کوئی خواہش نہیں رکھتے تھے جو ان (مہاجرینؓ) کو دیا گیا اور وہ ان کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ گو وہ خود ضرورت مند ہوں۔

حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا بیان کردہ وصف انصار پر پورے طور پر صادق آتا ہے۔

(صحیح البخاری، جلد 4، کتاب المساقاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

......☆......☆......

اس شمارہ میں

- خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 7 راپریل 2023ء (مکمل متن)
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- حضور انور کا جلسہ سالانہ یو.کے 2022 سے اختتامی خطاب
- خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب
- وصایا
- اعلانات
- نماز جنازہ حاضر و غائب
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

شوّال کے روزوں کی عظیم الشان فضیلت

احادیث میں شوّال کے روزوں کی عظیم الشان فضیلت بیان ہوئی ہے۔یکم شوّال عید کا دن گزرنے کے بعد 2 شوال سے لیکر 7 شوال تک چھ روزے رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔آپؐ کی سنت اور متابعت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی یہ روزے رکھا کرتے تھے۔آپؐ نے اپنی امت کو بھی ان روزوں کے رکھنے کی ترغیب دلائی ہے۔گرچہ کہ یہ نفلی روزے ہیں لیکن نفلی عبادات کے متعلق جاننا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ نفلی عبادات کے ذریعہ سے ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ فضیلت بیان فرمائی ہے کہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد جو شوال کے بھی چھ روزے رکھے تو یہ ایسا ہی ہوگا جیسے اُس نے پوری زندگی کے روزے رکھے۔اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ گویا اُس نے پورے سال کے روزے رکھے۔اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ایک مؤمن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ بلا عذر ان عبادات کو ترک نہیں کرے گا۔پس ہر سال اُس کے پورے سال کے روزے ہونگے اور اس طرح وہ پوری زندگی روزہ رکھنے والا قرار پائے گا۔یہ بہت بڑا انعام ہے اور شوال کے روزوں کی عظیم الشان فضیلت ہے۔ اس تعلق میں چند احادیث پیش ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ، كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ

(مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان کے روزے رکھے پھر رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا پوری زندگی اس نے روزے رکھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَصِيَامِ الدَّهْرِ یعنی پوری زندگی کا روزہ یا پورے زمانے کا روزہ۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کوئی انسان نہ تو رمضان کے روزے چھوڑے اور نہ شوال کے۔اس طرح صیام الدہر رکھنے والا اللہ کے نزدیک بہت بڑے اجر کا مستحق ہوگا۔صیام الدہر کی یہ صورت نہایت قابل تعریف اور باعث فضیلت ہے۔صیام الدہر کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ انسان مسلسل بغیر کسی وقفہ کے روزہ رکھتا چلا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا ہے اور اس سے منع فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سال کا بھی ذکر فرمایا ہے۔یعنی صیام الدہر نہ کہہ کر صیام السنۃ آپؐ نے فرمایا۔آپؐ نے فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ - فَشَهْرٌ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ - وَصِيَامُ سِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ - فَذَالِكَ تَمَامُ صِيَامِ السَّنَةِ (مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، باب و من حدیث ثوبان)

یعنی جس نے رمضان کے پورے روزے رکھے، تو یہ ایک مہینہ دس مہینے کے برابر ہوگا۔اور پھر عید کے بعد چھ روزے رکھے، تو یہ پورے سال کے روزے ہوگئے۔اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال آیت نمبر 161 میں فرماتا ہے کہ جو شخص کہ کوئی نیکی کرتا ہے اُس نیکی کا اُس کو دس گنا ثواب ملے گا اور جو شخص کہ کوئی بدی کرتا ہے تو بدی کی سزا اُسی قدر ہوتی ہے جتنی کہ اُس نے بدی کی۔اس لحاظ سے ماہِ رمضان کے ایک مہینے کے روزے دس مہینے کے برابر ہوگئے۔شول کے روزوں کی حکمت اور اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں :

چونکہ خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ مسلمان رمضان کے سارے مہینہ کو کامل روحانی توجہ کی حالت میں گزاریں اس لئے شریعت نے کمال دانشمندی کے ساتھ رمضان کے دونوں پہلوؤں پر نفلی روزوں کے پہرے دار کھڑے کر دیئے ہیں۔چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نفلی روزوں کے تعلق میں سب سے زیادہ زور شعبان اور شوال کے روزوں پر دیا کرتے تھے یعنی عموماً شعبان کا بیشتر حصہ نفلی روزوں میں گزارتے تھے۔اور اسی طرح عید کے بعد بھی شوال کے چھ روزے رکھا کرتے تھے۔اس میں بھی یہی بھاری حکمت مدنظر تھی کہ اصل رمضان کے مہینہ کو توجہ کے انتشار سے بچایا جائے۔میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آنحضرت ﷺ فداہ نفسی کو ذاتی طور پر توجہ کے انتشار کا خطرہ تھا۔کیونکہ حق یہ ہے کہ آپکو خدا تعالیٰ نے وہ عظیم الشان فطری انجن عطا کیا تھا جو پہلے قدم پر ہی پوری رفتار پکڑ لیتا تھا اور جسے رکنے سے قبل بھی رفتار دھیمی کرنیکی ضرورت پیش نہیں آتی تھی مگر چونکہ آپ نے اپنی امت کیلئے ایک سبق اور نمونہ بننا تھا اسلئے آپ نے مسلمانوں کی اصلاح اور ترقی کیلئے یہ طریق اختیار کیا کہ اہم نیک کاموں کے دونوں طرف سنتوں اور نوافل کے پہرہ دار مقرر فرما دیئے تاکہ انکے نیک اعمال کا مرکزی نقطہ ہر دو جانب توجہ کے انتشار سے محفوظ رہے۔ (مضامین بشیر، جلد 2، صفحہ 562، مطبوعہ 2011)

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: صُمْ شَوَّالًا: کہ شوال کے روزے رکھو۔پھر اُنہوں نے باقاعدگی سے اپنی وفات تک شوال کے روزے رکھے۔حدیث کے الفاظ اس طرح سے ہیں۔

عَنْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، اَنَّ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ يَصُوْمُ اَشْهُرِ الْحُرُمِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ شَوَّالًا فَتَرَكَ اَشْهُرِ الْحُرُمِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَصُوْمُ شَوَّالًا حَتّٰى مَاتَ۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الصیام، باب صیام الشہر الحرم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شوال کے روزے رکھا کرتے تھے۔حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخر عمر میں بھی روزے رکھا کرتے تھے۔خصوصًا شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دعا کرنا ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے تھے۔“ (سیرت المہدی، جلد 1 صفحہ 14 روایت نمبر 18)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

”آنحضرت ﷺ کا طریق تھا کہ شوال کے مہینے میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے اس طریق کا اِحیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال بعد آپؑ نے روزے نہیں رکھے۔جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے اُن کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں۔اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کے بھی رکھ سکتے ہیں۔

(الفضل 8 جون 1922ء صفحہ 7 بحوالہ: خطبات محمود جلد 1 صفحہ 71)

اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے مسلسل رکھتے تھے۔اور یہی افضل صورت ہے۔نیز یہ کہ اگر کوئی مسلسل چھ روزے نہیں رکھتا تو وقفہ وقفہ سے رکھ لے۔

ایک طفل نے سوال کیا کہ ”شوال کے جو چھ روزے رکھے جاتے ہیں کیا وہ شوال کے مہینے میں کسی بھی وقت رکھے جا سکتے ہیں یا ان کے کوئی دن مقرر ہوتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا: ”اِن کے دن مقرر ہیں۔رسول اللہ ﷺ عید کے بعد وہ روزے شروع کر دیتے تھے اور چھ روزے رکھا کرتے تھے۔اس لئے وہی دن ٹھیک ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمائے ہوئے ہیں۔“ یعنی یہ افضل صورت ہے۔

(اطفال سے ملاقات، ریکارڈ مؤرخہ 19 جنوری 2000ء بحوالہ الفضل ربوہ مؤرخہ 21/اپریل 2000ء۔صفحہ نمبر 3)

ایک بچی نے سوال کیا شوال کے روزے کن دنوں میں رکھنے چاہئیں؟ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کہ عید کے بعد لگاتار چھ رکھ سکتی ہو اور اس پورے مہینہ میں چھ رکھ سکتی ہو۔یہ ضروری ہے کہ شوال کے مہینے میں رکھنے ہیں۔شوال کے روزے شوال کے مہینے میں ہی رکھنے چاہئیں۔فرمایا: اگر تمہارے روزے رمضان میں چھوٹ جاتے ہیں، پورے نہیں رکھ سکتے تو شوال کے مہینے میں شوال کے روزے رکھ لو اور جو رمضان کے چھوٹے ہوئے روزے ہیں وہ باقی سال کے کسی دوسرے حصے میں پورے کرلو۔

(الفضل آن لائن ایڈیشن مؤرخہ 21 مئی 2020ء۔صفحہ نمبر 2)

جس کے رمضان کے کچھ فرض روزے چھوٹ گئے ہوں تو ایسا شخص کیا کرے۔پہلے رمضان کے فرض روزے رکھے یا وہ شوال کے روزے رکھ سکتا ہے؟ بعض علماء کا کہنا ہے کہ فرض روزے اگر کسی کے ذمہ ہیں تو وہ فرض کو چھوڑ کر نفلی روزے نہیں رکھ سکتا۔اصل جواب اُوپر آچکا ہے۔حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے ذمہ رمضان کے چھوٹے ہوئے فرض روزے ہوتے، مَیں شعبان میں ہی اُن کی قضا کرتی۔یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان کے چھوٹے ہوئے آئندہ سال رمضان سے قبل شعبان کے مہینہ میں رکھتی تھیں۔اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نفلی روزے نہیں رکھتی تھیں؟ ضرور رکھتی تھیں اور یہ حدیث سے ثابت ہے۔پس یہ استدلال کہ فرض روزوں کے ہوتے ہوئے شوال کے نفلی روزے نہیں رکھے جاسکتے درست نہیں۔شریعت نے فرض روزوں کی قضا کی اجازت پورے سال میں دی ہے اور شوال کے روزے صرف شوال میں ہی رکھے جاسکتے ہیں۔پس ہمارا مسلک یہی ہے کہ شوال کے روزے شوال میں ہی لگاتار یا وقفہ کے ساتھ رکھ لئے جائیں اور رمضان کے روزے بعد میں پورے کر لئے جائیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شوال کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔(منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دین اور شریعت کو کامل کیا، مکمل کیا تو قرآن کریم میں یہ اعلان فرمایا کہ

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا

یہ دعویٰ صرف اسلام کا ہے کسی دوسرے مذہب کا نہیں کہ اب آخری دین اسلام ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے

اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرما رہا ہے کہ قرآنی تعلیم ہی ہے جو اب انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کا واحد ذریعہ ہے

جو کچھ بھی انسان کی ضروریات تھیں ان کو ہر لحاظ سے پورا کرنے والا صرف قرآن کریم ہے، کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کا قرآن کریم نے احاطہ نہ کیا ہو

اس سے آنحضرت ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی پورا ہو گیا اور آپ ہی وہ کامل اور آخری نبی ہیں جن پر اس کمال درجہ کی شریعت نازل ہوئی

پس یہ ہمارا عقیدہ ہے اور اس پر ہمیں ایمان ہے

ہماری بیعت کا مقصد تبھی پورا ہو گا جب ہم اس مقصد کو اپنے سامنے رکھیں گے

اس کیلئے ہمیں قرآن کریم کو پڑھنے اور سمجھنے کی طرف ہمیشہ توجہ رکھنی چاہئے، اس کیلئے بہترین ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور ارشادات ہیں

اگر ہم میں سے ہر ایک اس رمضان میں اس پر عمل کرنے کا عہد کر لے اور قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے کا ایک پکا ارادہ کر لے

تو جہاں ہم اپنی روحانیت میں ترقی کر رہے ہوں گے وہاں ہمارا معاشرہ بھی ایک جنت نظیر معاشرہ بن رہا ہو گا

گھروں اور خاندانوں کے جھگڑے جو مختلف وقتوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں محبت اور پیار میں بدل سکتے ہیں

قرآن کریم کی تعلیم میں یہ خوبی بھی ہے کہ ہر زمانے کی جو برائیاں پیدا ہو رہی ہیں

اس کا علاج اسی تعلیم میں مل جاتا ہے جو مفسرین کے ذریعہ سے، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ذریعہ سے ہمیں پتہ لگتا رہتا ہے

یہ بھی قرآنی تعلیم کا خاصہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم پر کامل عمل کرنے والے ہی غیر معمولی برکات حاصل کرنے والے ہیں

قرآن کریم معجزہ ہے جس کی مثل کوئی انس و جن نہیں لا سکتا اور اس میں وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کر سکتا

’’قرآن کریم تنگ دستوں کو صدقات دیتا اور ساری تنگیاں دُور کرتا بلکہ اخلاص والوں کو سونے کی ڈلیاں دیتا ہے‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی قرآنی علوم کے معارف ہم تک پہنچے ہیں اور

آپؑ نے قرآن کریم کی مکمل پیروی کی ہے اور ہمیں قرآن کریم کا حقیقی عرفان عطا فرمایا ہے

یہ لوگ جو اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آ رہے یا نہیں آتے خدا بغیر مواخذہ کے ان کو نہیں چھوڑے گا

کس طرح وہ پکڑے گا، کس طرح اس نے مواخذہ کرنا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے

’’آج روئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ اس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پر حقیقی طور پر عمل کرنے والا اور اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے والا، اس کو سمجھنے والا اور اپنی زندگیاں اس کے مطابق گزارنے والا بنائے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں قرآن کریم کے کامِل اور مکمل ہونے کا بیان

مخالفین کے شر سے محفوظ رہنے، دنیا کے عمومی حالات اور فلسطین کے مسلمانوں کیلئے رمضان المبارک میں دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 7 ؍اپریل 2023ء بمطابق 7 ؍شہادت 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ○ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ○ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ○

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دین اور شریعت کو کامل کیا، مکمل کیا تو قرآن کریم میں یہ اعلان فرمایا کہ اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدۃ:4) آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم میں اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے اسلام کو تمہارے لیے دین کے طور پر پسند کر لیا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے مسلمانوں پر کہ ان کے لیے ایک کامل اور مکمل شریعت عطا فرمائی اور یہ دعویٰ صرف اسلام کا ہے کسی دوسرے مذہب کا نہیں کہ اب آخری دین اسلام ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا چاہیے تو اسلام قبول کیے بغیر، اس کی تعلیم پر عمل

کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ اعلان فرما رہا ہے کہ قرآنی تعلیم ہی ہے جو اب انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کا واحد ذریعہ ہے بلکہ یہ تعلیم اس قدر کامل ہے کہ مادی ترقی کے راستوں کے لیے بھی اب یہی تعلیم ہے اور ان کی طرف لے کر جاتی ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ اس تعلیم کے متعلق اَکۡمَلۡتُ کا اعلان فرماتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انسان کی تمام تر صلاحیتیں اخلاقی ہوں، روحانی ہوں یا جسمانی، ان کا حصول قرآن کریم پر عمل کرنے سے ہی ہو سکتا ہے اور اس کی کامل تعلیم جو ہے اگر اس پہ حقیقی عمل کرنا ہے تو صرف قرآنِ کریم سے مل سکتی ہے۔ اور اَتۡمَمۡتُ کہہ کر یہ اعلان فرمایا اور پوری قوت سے فرما دیا کہ جو کچھ بھی انسان کی ضروریات تھیں ان کو ہر لحاظ سے پورا کرنے والا صرف قرآن کریم ہے۔ کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کا قرآن کریم نے احاطہ نہ کیا ہو چاہے وہ انسان کی مادی ضروریات ہیں یا روحانی اور اخلاقی معیاروں کو حاصل کرنے کی ضروریات اور طریقے ہیں۔ جو بھی ایک انسان انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہے وہ قرآن کریم کی تعلیم میں موجود ہے۔ پس اس آیت کے ساتھ قرآن کریم نے یہ اعلان فرما دیا کہ اب انسان کی بقا اس تعلیم کے ساتھ ہی وابستہ ہے اور یہ تعلیم کل زمانے اور تمام دنیا کے انسانوں کے لیے ہے اور قرآن کریم سے پہلے نازل ہونے والی تمام تعلیمات جو مختلف انبیاء پر اتریں وہ وقتی اور اس زمانے کے لحاظ سے تھیں تمام انسانیت کے لیے نہیں تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی وضاحت میں یہ بھی اعلان فرمایا کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد بھی پورا ہو گیا اور آپؐ ہی وہ کامل اور آخری نبی ہیں جن پر اس کمال درجہ کی شریعت نازل ہوئی۔ پس یہ ہمارا عقیدہ ہے اور اس پر ہمیں ایمان ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب یہ عقیدہ ہے اور قرآن کریم کو آخری شریعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں تو پھر آپؑ کے دعوے کی کیا حیثیت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ پھر کیا ہے اور آپؑ کی پھر اس زمانے میں آنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اس کے مختلف جواب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ اس کا جواب اس طرح بھی فرمایا ہے کہ اگر تم اسلامی تعلیم پر عمل کر رہے ہوتے تو پھر ٹھیک ہے میرے آنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن زمانے کی عمومی حالت اور خاص طور پر مسلمانوں کی اپنی حالت اس بات کا اعلان کر رہی ہے کہ کسی معلم کی ضرورت ہے۔

پھر اس تعلیم کو بھول جانے کے بارے میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور اس کی اصلاح کے لیے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہر صدی میں مجدد آئیں گے۔ یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسلمان قرآن کی تعلیم کامل ہونے کے باوجود اس تعلیم کو بھول جائیں گے، نئی بدعات ان میں پیدا ہو جائیں گی اس لیے تجدید دین کے لیے مجدد آتے رہیں گے اور آخری زمانے میں مسیح موعود اور مہدی معہود آئیں گے جو دین کو ثریا سے زمین پر لائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے لٹریچر میں، تحریرات میں، کتب میں، ہر جگہ یہ فرمایا ہے کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپؐ کی شریعت اور دین اور قرآن کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے آیا ہوں اور اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اکمالِ دین ہو چکا ہے۔ اسے اور اسی تعلیم کو ہی دنیا کے ہر کونے میں پہنچانے آیا ہوں۔ تعلیم کی تکمیل قرآن کریم کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے سے ہوئی اور اُس زمانے میں کیونکہ اشاعتِ ہدایت اور تعلیم کے وسائل نہیں تھے اس لیے اس کی اشاعت کے لیے اِس زمانے میں اپنے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو بھیجا۔ پس یہی کام ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرانجام دیا اور اسی کے جاری رکھنے کے لیے جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ اور یہی کام ہے جو جماعت احمدیہ آپؑ کے دیے ہوئے لٹریچر اور آپؑ کی بیان کردہ قرآنی تفسیر کے مطابق کر رہی ہے اور اس بات پر ہر احمدی کو غور کرنا چاہیے کہ اس مقصد کو ہم کس حد تک پورا کر رہے ہیں۔ ایک تو مجموعی طور پر پروگرام ہیں اور ہو رہے ہیں لیکن انفرادی طور پر بھی ہونے چاہئیں۔ پس ہماری بیعت کا مقصد تبھی پورا ہو گا جب ہم اس مقصد کو اپنے سامنے رکھیں گے۔ اس کے لیے ہمیں قرآن کریم کو پڑھنے اور سمجھنے کی طرف ہمیشہ توجہ رکھنی چاہیے۔ اس کے لیے بہترین ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور ارشادات ہیں۔

قرآن کریم کے محاسن و خوبیاں میں کچھ عرصہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان کر رہا ہوں۔ آج بھی قرآن کریم کی تعلیم کی تکمیل کے بارہ میں آپ علیہ السلام کے کچھ ارشادات پیش کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ’’یہ امر ثابت شدہ ہے کہ قرآن شریف نے دین کے کامل کرنے کا حق ادا کر دیا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا (المائدۃ:4) یعنی آج مَیں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں اسلام کو تمہارا دین مقرر کر کے خوش ہوا۔ سو قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جس قدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآنِ شریف بیان کر چکا اب صرف مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے۔‘‘ ہاں مکالمات الٰہیہ کا دروازہ کھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں سے، اپنے خاص بندوں سے کلام کرتا ہے۔ کوئی نئی تعلیم نہیں ہے۔ ’’اور وہ بھی خود بخود نہیں‘‘ کھل گیا فرمایا ’’بلکہ سچے اور پاک مکالمات جو صریح اور کھلے طور پر نصرت الٰہی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہت سے امور غیبیہ پر مشتمل ہوتے ہیں وہ بعد تزکیہ نفس محض پیروی قرآنِ شریف اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 80) قرآن کریم کیونکہ کامل کتاب ہے اس لیے اب اس کی پیروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے ذریعہ سے ہی اللہ تعالیٰ سے تعلق کے یہ راستے کھلے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی رستہ نہیں، کوئی ذریعہ نہیں اور آپؑ کو بھی جو مقام ملا آپؑ نے فرمایا مجھے اسی وجہ سے ملا ہے۔

پھر قرآن کریم کے کامل ہدایت ہونے کے بارے میں آپؑ ایک جگہ مزید فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترکِ شر کر کے سمجھ لے کہ بس اب میں صاحبِ کمال ہو گیا۔‘‘ برائیاں چھوڑ دیں تو کمال نہیں حاصل ہو گیا ’’بلکہ وہ تو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاقِ فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے۔‘‘ تو قرآن کریم صرف برائیاں نہیں چھڑوانا چاہتا بلکہ اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ انسان میں پیدا کرنا چاہتا ہے یعنی برائیاں بھی چھوڑنی ہیں اور پھر اس کی جگہ اعلیٰ اخلاق بھی اختیار کرنے ہیں ’’کہ اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے۔‘‘ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 270 ایڈیشن 1984ء) یہ نتیجہ نکلنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔

پس یہ سوچ ہے جو ہم میں قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق پیدا ہونی چاہیے۔

ہم اپنے جائزے لیں کہ کیا یہ سوچ ہماری ہے۔ ہم صرف دوسروں کی طرح پڑھنے کا دعویٰ کر رہے ہیں یا واقعی یہ تبدیلیاں بھی پیدا ہو رہی ہیں، اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق بھی ہمارا پیدا ہو رہا ہے۔

رمضان میں بھی قرآن کریم پڑھا جاتا ہے۔ درس بھی سنتے ہیں۔ پس اس کو زندگی میں لاگو کرنا بھی ضروری ہے۔ اور ہم نے تو اپنے عہد بیعت میں بھی یہ عہد کیا ہوا ہے دس شرائط ہیں ان میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ’’قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا۔‘‘ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پس اگر ہم میں سے ہر ایک اس رمضان میں اس پر عمل کرنے کا عہد کر لے اور قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے کا ایک پکا ارادہ کر لے تو جہاں ہم اپنی روحانیت میں ترقی کر رہے ہوں گے وہاں ہمارا معاشرہ بھی ایک جنت نظیر معاشرہ بن رہا ہو گا۔ گھروں اور خاندانوں کے جھگڑے جو مختلف وقتوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں محبت اور پیار میں بدل سکتے ہیں۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ الٰہی شریعت کا تخم قرآن کریم کے زمانے میں اپنے کمال کو پہنچ گیا فرماتے ہیں ’’چونکہ قرآن شریف امر معروف اور نہی منکر میں کامل ہے۔‘‘ جو کام کرنے والے ہیں ان کی ہدایت دینے میں اور جن سے روکا گیا ہے ان کے بارے میں بتانے میں کامل ہے، مکمل طور پر بتا دیا ہے کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ’’اور خدا نے اس میں یہی ارادہ کیا ہے کہ جو کچھ انسانی فطرت میں انتہا تک بگاڑ ہو سکتا ہے اور جس قدر گمراہی اور بدعملی کے میدانوں میں وہ آگے سے آگے بڑھ سکتے ہیں ان تمام خرابیوں کی قرآن شریف کے ذریعہ سے اصلاح کی جائے اس لئے ایسے وقت میں اس نے قرآن شریف کو نازل کیا کہ جبکہ نوعِ انسان میں یہ تمام خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں اور رفتہ رفتہ انسانی حالت نے ہر ایک بدعقیدہ اور بدعمل سے آلودگی اختیار کر لی تھی اور یہی حکمتِ الٰہیہ کا تقاضا تھا کہ ایسے وقت میں اس کا کامل کلام نازل ہو کیونکہ خرابیوں کے پیدا ہونے سے پہلے ایسے لوگوں کو ان جرائم اور بدعقائد کی اطلاع دینا کہ وہ ان سے بکلی بے خبر ہیں یہ گویا ان کو ان گناہوں کی طرف خود میلان دیتا ہے۔‘‘ پہلے ہی بتا دینا کہ یہ یہ گناہ ہیں اور جن کا ان کو پتا ہی نہیں، تصور ہی کوئی نہیں ہے تو اس چیز سے پھر گناہ پھیلتے ہیں۔ آجکل ہم یہی دیکھتے ہیں۔ نظامِ تعلیم میں بچوں کو جنسی تعلقات کے بارے میں ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں جن کا بچوں کو کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ وہ پریشان حیران ہوتے ہیں۔ اب تو والدین نے بھی کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ کیا پڑھایا جا رہا ہے بلکہ اسی کا نوٹس لیتے ہوئے محکمہ تعلیم نے بھی نوٹس لیا ہے۔ بعض اساتذہ حد سے زیادہ آگے بڑھ گئے ہیں کہ ایسی باتیں جن کا پتا ہی نہیں، تصور نہیں، جوان کی بلوغت کی عمر کو پہنچنے تک ان کو پتا ہونی چاہئیں وہ خود ان میں پیدا کی جا رہی ہیں تو یہی قانون شریعت اور انسانی قانون میں فرق ہے۔ یہی قانون اور قرآن کریم کی ہدایت میں فرق ہے کہ قرآن کریم ہدایت دیتا ہے اور واضح بھی کرتا ہے کہ اس عمر کی یہ ہدایت اور اس عمر کی یہ ہدایت ہے۔ یہ نہیں کہ ہر چیز کو کھول کے بیان کر دیا اور پھر تفسیریں جو ہیں وہ ہر ایک کی عقل اور سمجھ کے مطابق آہستہ آہستہ انہی الفاظ میں سے نکلتی چلی آتی ہیں۔

تو فرمایا ’’سو خدا کی وحی حضرت آدم سے تخم ریزی کی طرح شروع ہوئی اور وہ تخم خدا کی شریعت کا قرآن شریف کے زمانہ میں اپنے کمال کو پہنچ کر ایک بڑے درخت کی طرح ہو گیا۔‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 219-220)

پس جس طرح برائیاں پھیلتی رہیں ان کا علاج بھی زمانے کے لحاظ سے ظاہر ہوتا رہا اور قرآن کریم کی تعلیم میں یہ خوبی بھی ہے کہ ہر زمانے کی جو برائیاں پیدا ہو رہی ہیں اس کا علاج اسی تعلیم میں مل جاتا ہے جو مفسرین کے ذریعہ سے، اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ذریعہ سے ہمیں پتہ لگتا رہتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ’’چونکہ کامل کتاب نے آکر کامل اصلاح کرنی تھی۔ ضرور تھا کہ اس کے نزول کے وقت اس کے جائے نزول میں بیماری بھی کامل طور پر ہوتا کہ ہر ایک بیماری کا کامل علاج مہیا کیا جاوے۔ سو اس جزیرہ میں کامل طور سے بیمار ...... تھے اور جن میں وہ تمام روحانی بیماریاں موجود تھیں‘‘ یعنی عرب میں ’’جو اس وقت یا اس کے بعد آئندہ نسلوں کو لاحق ہونے والی تھیں‘‘ اس میں مزید وضاحت ہو گئی۔ جو اس وقت موجود تھیں یا آئندہ نسلوں میں لاحق ہونے والی تھیں ان کی تعلیم دے دی۔ کیونکہ زمانہ دور نہیں جانا تھا، شریعت کامل ہو رہی تھی اس لیے جو آئندہ ہو سکتی تھیں ان کی بھی وضاحت کر دی اور بتا دیا کس حد تک کہاں تک تم نے کھولنا ہے۔ کس طرح تمہیں کھلتا جائے گا اور اس لیے مفسرین اسی طرح زمانے کے لحاظ سے تشریح کرتے چلے گئے۔ فرمایا کہ ’’یہی وجہ تھی کہ قرآن شریف نے کل شریعت کی تکمیل کی‘‘ اور کتابوں کے نازل ہونے کے وقت نہ یہ ضرورت تھی اَور ’’دوسری کتابوں کے نزول کے وقت نہ یہ ضرورت تھی۔ نہ ان میں ایسی کامل تعلیم ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 38 ایڈیشن 1984ء) آپؑ نے یہاں یہ ثابت فرمایا کہ خود

عیسائی اور یہودی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ زمانہ ہر لحاظ سے انتہائی بگڑا ہوا تھا اور اس وقت ایک شریعت کی ضرورت تھی۔

یہ بیان فرماتے ہوئے کہ قرآن کریم ہرگز کسی انسانی کلام کے مشابہ نہیں ہوسکتا آپؑ اس کو سمجھاتے ہوئے، مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’جب چند متکلمین انشاء پرداز اپنی اپنی علمی طاقت کے زور سے ایک ایسا مضمون لکھنا چاہیں‘‘ اچھے بولنے والے، اچھے لکھنے والے اپنی علمی طاقت کے ذریعہ سے مضمون لکھنا چاہیں ’’کہ جو فضول اور کِذب اور حَشو اور لغو اور ہزل اور ہر یک مہمل بیانی اور ژُولیدہ زبانی اور دوسرے تمام امور مخلِ حکمت و بلاغت اور آفات منافی کمالیت و جامعیت سے بکلّی منزہ اور پاک ہو۔‘‘ یعنی جو ہر قسم کے، فضول قسم کے جھوٹ، بنائی ہوئی باتیں، لغو باتیں، بیہودہ باتیں، ٹھٹھے ہنسی وغیرہ اور ہر ایک بیکار اور بیہودہ بات اور الجھی ہوئی پیچیدہ باتیں اور ایسی ساری باتیں جس میں حکمت بھی نہ ہو اور بلاغت بھی نہ ہو جن کی انسان کو سمجھ ہی نہ آئے اور اچھا لکھنے والا ان سب فضولیات سے پاک باتیں لکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی ایک اچھے لکھنے والے کی نشانی ہے کہ ہر قسم کی بیہودگیوں سے وہ پاک ہو، اس کا کلام منزہ اور پاک ہو اور فرمایا کہ ’’اور سراسر حق اور حکمت اور فصاحت اور بلاغت اور حقائق اور معارف سے بھرا ہوا ہو تو ایسے مضمون کے لکھنے میں‘‘ نہ صرف وہ پاک ہو بلکہ معارف سے بھرا ہوا بھی ہو۔ تو ایسے مضمون کے لکھنے میں ’’وہی شخص سب سے اوّل درجہ پر رہے گا کہ جو علمی طاقتوں اور وسعت معلومات اور عام واقفیت اور ملکہ علوم دقیقہ میں سب سے اعلیٰ اور مشق اور ورزشِ املاء و انشاء میں سب سے زیادہ تر فرسودہ روزگار ہو‘‘ بڑا اچھا ہو، پڑھا لکھا ہو، عالم ہو، تجربہ کار ہو وہی ایسا مضمون لکھ سکتا ہے جو ان ساری چیزوں سے پاک ہو ’’اور ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ جو شخص اس سے استعداد میں، علم میں، لیاقت میں، ملکہ میں، ذہن میں، عقل میں کہیں فروتر اور متنزل ہے۔‘‘ بہت نیچے گرا ہوا ہے۔ ’’وہ اپنی تحریر میں مِنۡ حَیۡثُ الکمالات اس سے برابر ہوجائے۔‘‘ جس میں یہ صلاحیتیں نہیں وہ اس کے برابر تو نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ ’’مثلاً ایک طبیبِ حاذق جو علمِ اَبدان میں مہارت تامہ رکھتا ہے۔‘‘ ایک ڈاکٹر ہے، بڑا expert ڈاکٹر ہے جس کو بڑی مہارت ہے۔ ’’جس کو زمانہ دراز کی مشق کے باعث سے تشخیصِ امراض اور تحقیقِ عوارض کی پوری پوری واقفیت حاصل ہے۔‘‘ صحیح طرح وہ diagnose کر لیتا ہے، اس کے جو امراض ہیں ان کا بھی اس کو مکمل طور پہ علم ہے۔ ’’اور علاوہ اسکے فنِ سخن میں بھی یکتا ہے۔‘‘ ایک زائد چیز ہے اس میں کہ سخن دان بھی ہے۔ ’’اور نظم اور نثر میں سرآمد روزگار ہے۔‘‘ بہت اچھا ہے، بہت ممتاز ہے ’’جیسے وہ ایک مرض کے حدوث کی کیفیت اور اس کی علامات۔‘‘ یعنی جب مرض پیدا ہوتا ہے اس کی کیفیت اور علامات ’’اور اسباب فصیح اور وسیع تقریر میں بکمال صحت وحقانیت اور بہ نہایت متانت و بلاغت بیان کرسکتا ہے۔ اس کے مقابلے پر کوئی دوسرا شخص جس کو فنِ طبابت سے ایک ذرّہ مَس نہیں اور فن سخن کی نزاکتوں سے بھی ناآشنا محض ہے ممکن نہیں کہ مثل اس کے بیان کرسکے۔‘‘ دوسرا شخص جس میں یہ خوبیاں پائی نہیں جاتیں وہ تو یہ ساری باتیں بیان نہیں کرسکتا جتنا کہ ایک علم رکھنے والا جو اپنے پیشہ میں بھی مہارت رکھنے والا ہے اور اس کے علاوہ بیان بھی اچھا کر لیتا ہے اور تحقیق بھی کرنے والا ہے وہ اس کی طرح نہیں ہوسکتا جس کا علم بہت محدود ہو۔ وہ بہرحال اس سے اوپر ہے۔ فرمایا ’’یہ بات بہت ہی ظاہر اور عام فہم ہے کہ جاہل اور عاقل کی تقریر میں ضرور کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے اور جس قدر انسان کمالاتِ علمیہ رکھتا ہے۔ وہ کمالات ضرور اس کی علمی تقریر میں اس طرح پر نظر آتے ہیں جیسے ایک آئینۂ صاف میں چہرہ نظر آتا ہے۔ اور حق اور حکمت کے بیان کرنے کے وقت وہ الفاظ کہ جو اس کے مونہہ سے نکلتے ہیں اس کی لیاقتِ علمی کا اندازہ معلوم کرنے کے لئے ایک پیمانہ تصور کئے جاتے ہیں اور جو بات وسعت علم اور کمالِ عقل کے چشمہ سے نکلتی ہے اور جو بات تنگ اور منقبض اور تاریک اور محدود خیال سے پیدا ہوتی ہے۔ ان دونوں طور کی باتوں میں اس قدر فرق‘‘ ہے۔ ایک علم وعرفان کا چشمہ ہے ایک بالکل سطحی قسم کی باتیں ہیں تو ان میں واضح فرق پتا لگ جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ’’فرق واضح ہوتا ہے کہ جیسی قوّتِ شامہ کے آگے بشرطیکہ کسی فطرتی یا عارضی آفت سے ماؤف نہ ہو خوشبو اور بدبو میں فرق واضح ہے۔ جہاں تک تم چاہو فکر کرلو اور جس حد تک چاہو سوچ لو کوئی خامی اس صداقت میں نہیں پاؤ گے۔‘‘ یہ بڑی سچی بات ہے ’’اور کسی طرف سے کوئی رخنہ نہیں دیکھو گے پس جبکہ من کل الوجوہ ثابت ہے کہ جو فرق علمی اور عقلی طاقتوں میں مخفی ہوتا ہے وہ ضرور کلام میں ظاہر ہوجاتا ہے اور ہرگز ممکن ہی نہیں کہ جو لوگ من حَیۡثُ العقل والعلم افضل اور اعلیٰ ہیں وہ فصاحت بیانی اور رفعت معانی میں یکساں ہوجائیں‘‘ علم وعرفان والے بہرحال اوپر رہیں گے۔ وہ ایک عام آدمی کے برابر نہیں ہوسکتے۔ ’’اور کچھ مَابِہِ الامتیاز باقی نہ رہے۔ تو اس صداقت کا ثابت ہونا اس دوسری صداقت کے ثبوت کو مستلزم ہے کہ جو کلام خدا کا کلام ہو اس کا انسانی کلام سے اپنے ظاہری اور باطنی کمالات میں برتر اور اعلیٰ اور عدیم المثال ہونا ضروری ہے۔‘‘

پس اس مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام تو ان سب سے اعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام علوم کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اس جتنا علم تو کسی کو بھی نہیں ’’کیونکہ خدا کے علم تام سے کسی کا علم برابر نہیں ہوسکتا۔ اور اسی کی طرف خدا نے بھی اشارہ فرما کر کہا ہے۔ فَاِلَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰہِ (ھود:15)...... یعنی اگر کفار اس قرآن کی نظیر پیش نہ کرسکیں اور مقابلہ کرنے سے عاجز رہیں تو تم جان لو کہ یہ کلام علمِ انسان سے نہیں بلکہ خدا کے علم سے نازل ہوا ہے۔‘‘ جب مثال پیش ہی نہیں کرسکتے تو پھر ظاہر ہے کہ انسان کا کلام نہیں یہ خدا کا کلام ہے۔ ’’جس کے علم وسیع اور تام کے مقابلہ پر علوم انسانیہ بے حقیقت اور ہیچ ہیں اس آیت میں برہانِ اِنّی کی طرز پر اثر کے وجود کو مؤثر کے وجود کی دلیل ٹھہرائی ہے۔‘‘ فرماتے ہیں ’’جس کا دوسرے لفظوں میں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ علم الٰہی بوجہ اپنی کمالیت اور جامعیت کے ہرگز انسان کے ناقص علم سے متشابہ نہیں ہوسکتا بلکہ ضرور ہے کہ جو کلام اس کامل اور بے مثل علم سے نکلا ہے وہ بھی کامل اور بے مثل ہی ہو اور انسانی کلاموں سے بکلّی امتیاز رکھتا ہو۔ سو یہی کمالیت قرآنِ شریف میں ثابت ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 216 تا 240)

پس ہر لحاظ سے کامل ہونے کا قرآن کریم کا دعویٰ ہے اور کوئی نہیں جو اس کے مقابلے پہ آسکے اور نہ اب تک آیا اور نہ آسکے گا۔

فرماتے ہیں کہ قرآن کریم ہی مراتبِ علمیہ کے ساتھ مراتبِ عملیہ کے کمال تک پہنچاتا ہے، علمی اور عملی دونوں باتوں میں کمال تک پہنچاتا ہے۔ فرمایا ’’قرآن شریف جیسے مراتب علمیہ میں اعلیٰ درجہ کمال تک پہنچاتا ہے ویسا ہی مراتبِ عملیہ کے کمالات بھی اسی کے ذریعہ سے ملتے ہیں اور آثار و انوارِ قبولیت حضرت احدیت انہیں لوگوں میں ظاہر ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ظاہر ہوتے ہیں جنہوں نے اس پاک کلام کی متابعت اختیار کی ہے۔ دوسروں میں ہرگز ظاہر نہیں ہوتے۔ پس طالبِ حق کے لئے یہی دلیل جس کو وہ بچشمِ خود معائنہ کرسکتا ہے کافی ہے یعنی یہ کہ آسمانی برکتیں اور ربّانی نشان صرف قرآن شریف کے کامل تابعین میں پائے جاتے ہیں‘‘ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 351-352 بقیہ حاشیہ نمبر 11) قرآن کریم کی کامل اتباع کروگے تو نشانات بھی نظر آئیں گے۔ لوگ نشانات کا پوچھتے ہیں کہ ہمیں تو نظر نہیں آیا یا اتنی دیر دعا کی تھی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری بات بھی تو سنو، میرے پہ ایمان بھی تو مکمل کرو۔ میری باتوں پہ عمل بھی تو کرو۔ جب یہ ہوگا تو پھر دعائیں بھی اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ پس یہ بھی قرآنی تعلیم کا خاصہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم پر کامل عمل کرنے والے ہی غیر معمولی برکات حاصل کرنے والے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا قرآن کریم نے کمالِ ایجاز سے تمام دینی صداقتوں پہ احاطہ کیا ہے۔

ایجاز معجزہ نہیں ایجاز الف۔ ی۔ جیم کے ساتھ ہے مطلب یہ ہے کہ مختصر مضمون۔

اس کو بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’فرقان مجید نے اپنی فصاحت اور بلاغت کو صداقت اور حکمت اور ضرورت حقّہ کے التزام سے ادا کیا ہے اور کمال ایجاز سے تمام دینی صداقتوں پر احاطہ کرکے دکھایا ہے۔ چنانچہ اس میں ہر یک مخالف اور منکر کے ساکت کرنے کے لئے براہین ساطعہ بھری پڑی ہیں اور مؤمنین کی تکمیلِ یقین کے لئے ہزارہا دقائق حقائق کا ایک دریائے عمیق وشفاف اس میں بہتا ہوا نظر آرہا ہے۔ جن امور میں فساد دیکھا ہے انہیں کی اصلاح کے لئے زور مارا ہے۔ جس شدت سے کسی افراط یا تفریط کا غلبہ پایا ہے اسی شدت سے اس کی مدافعت بھی کی ہے۔ جن انواع اقسام کی بیماریاں پھیلی ہوئی دیکھی ہیں ان سب کا علاج لکھا ہے۔ مذاہب باطلہ کے ہر ایک وہم کو مٹایا ہے۔‘‘ جھوٹے مذہب جو سوال اٹھاتے ہیں ان کے جو وہم تھے ان کو مٹایا، غلط باتوں کو مٹایا۔ ’’ہر ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔ کوئی صداقت نہیں جس کو بیان نہیں کیا۔ کوئی فرقہ ضالّہ نہیں جس کا ردّ نہیں لکھا۔‘‘ گمراہ لوگ جو ہیں ان کے ردّ میں باتیں لکھیں، بڑا واضح طور پر ہر حکم ہے ’’اور پھر کمال یہ کہ کوئی کلمہ نہیں کہ بلاضرورت لکھا ہو۔‘‘ بغیر ضرورت کے کوئی بات نہیں ’’اور کوئی بات نہیں کہ بے موقع بیان کی ہو اور کوئی لفظ نہیں کہ لغو طور پر تحریر پایا ہو اور پھر باوصف التزام ان سب امور کے فصاحت کا وہ مرتبہ کامل دکھلایا جس سے زیادہ تر متصور نہیں‘‘ ہوسکتا۔ ساری باتیں کوَر (cover) کرلیں اور مختصر طور پر کیں لیکن فصاحت و بلاغت اس سے زیادہ ہو ہی نہیں سکتی ’’اور بلاغت کو اس کمال تک پہنچایا کہ کمال حسن ترتیب اور موجز اور مدلل بیان سے علم اوّلین اور آخرین ایک چھوٹی سی کتاب میں بھر دیا۔‘‘ پہلوں کے لیے بھی علم تھا۔ پہلے بھی مثال دے چکا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ عرب کے جو بدّو تھے جو گاؤں کے رہنے والے تھے ان کو بھی قرآن کریم سمجھ آگیا اور وہ باخدا انسان بن گئے، تعلیم یافتہ انسان بن گئے، اور جو علم رکھنے والے تھے، ان کو اپنی عقل کے مطابق سمجھ آیا اور پھر ان تک نہیں اولین اور آخرین تک بھی سمجھ آگیا۔ آخرین میں بھی قرآن کریم کی تعلیم ایسی ہے جس کی تفاسیر کے ہر لفظ سے ہر زمانے میں ایک نئے معنی نکلتے چلے جاتے ہیں جو اس زمانے کے لحاظ سے ہمیں پتا دیتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ ایک چھوٹی سی کتاب میں بھر دیا ’’تا کہ انسان جس کی عمر تھوڑی اور کام بہت ہیں بیشمار دردسر سے چھوٹ جائے اور تا اسلام کو اس بلاغت سے اشاعت مسائل میں مدد پہنچے اور حفظ کرنا اور یاد رکھنا آسان ہو۔‘‘

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 451-456 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

قرآن شریف حفظ بھی لوگ کر لیتے ہیں، بچے چھوٹی عمر میں کر لیتے ہیں۔ آپؑ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡھُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡھُنَّ ۚ ترجمہ :: اے مومنو کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کرے ممکن ہے کہ وہ اُن سے اچھی ہو اور نہ (کسی قوم کی) عورتیں دوسری (قوم کی) عورتوں کو حقیر سمجھ کر اُن سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم یا حالات والی) عورتیں اُن سے بہتر ہوں۔ (الحجرات:12)

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضًا ترجمہ : اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں، اور تجسس سے کام نہ لیا کرو اور تم میں سے بعض، بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ (الحجرات:12)

طالب دعا : شیخ دیدار احمد صاحب، فیملی و مرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ، صوبہ اڈیشہ)

میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ قرآن کریم ہی ہے جو اپنی عبارت کے لحاظ سے اور زبان کے لحاظ سے ایسی صداقتیں بیان فرماتا ہے جو کہیں اَور نہیں ہیں اور انجیل وغیرہ کتابیں تو انسانی دخل اندازی کی وجہ سے الٰہی کتابیں اب رہی ہی نہیں۔

پھر قرآن کریم کے ایجاز کلام کا کمال ایک جگہ اَور بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جب منصف آدمی قرآن شریف کو دیکھے تو فی الفور اسے معلوم ہوگا کہ قرآن شریف میں ایجاز کلام اور قَلَّ وَ دَلَّ بیان میں جو لازمہ ضرور یہ بلاغت ہے وہ کمال دکھلایا ہے۔'' یعنی تھوڑے مختصر الفاظ میں اور واضح بیان میں کمال تک پہنچ گیا ہے ''وہ کمال دکھلایا ہے کہ وہ باوجود احاطہ جمیع ضروریاتِ دین اور استیفاء تمام دلائل و براہین کے اس قدر حجم میں قلیل المقدار ہے کہ انسان صرف تین چار پہر کے عرصہ میں ابتدا سے انتہا تک بفراغ خاطر اس کو پڑھ سکتا ہے۔'' اتنے مختصر الفاظ ہیں کہ آرام سے انسان اس کو پڑھ سکتا ہے۔ ''اب دیکھنا چاہئے کہ یہ بلاغت قرآنی کس قدر بھارا معجزہ ہے کہ علم کے ایک بحرِ ذخّار کو تین چار جُز میں لپیٹ کر دکھلا دیا ہے۔ اور حکمت کے ایک جہان کو صرف چند صفحات میں بھر دیا ہے۔ کیا کبھی کسی نے دیکھا یا سنا کہ اس قدر قلیل الحجم کتاب تمام زمانہ کی صداقتوں پر مشتمل ہو۔ کیا عقل کسی عاقل کی انسان کے لئے یہ مرتبہ عالیہ تجویز کر سکتی ہے کہ وہ تھوڑے سے لفظوں میں ایک دریا حکمت کا بھر دے جس سے علمِ دین کی کوئی صداقت باہر نہ ہو۔''
(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 526-527 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

آپؑ یہاں وید جو ہندوؤں کی کتاب ہے اس کا موازنہ کر رہے تھے اور ثابت فرمایا کہ وید میں تو ایسا بیان ہی نہیں جو قرآن کریم میں ہے۔ اور پھر لمبی عبارتیں ہیں اس کی جنہیں پڑھنا ہی مشکل ہے۔ آپؑ نے ہر مذہب کو چیلنج کیا تھا کہ آؤ میں یہ سب خوبیاں تمہیں قرآنِ کریم سے دکھاتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ اس زمانے میں کوئی نہیں جس نے اس طرح دنیا کو چیلنج کیا ہو۔

پھر بھی ہم پر الزام کہ نعوذ باللہ ہم قرآن کریم کی توہین کرنے والے ہیں۔

قرآن کریم کا زمانہ کامل تعلیم کا مقتضی تھا فرماتے ہیں: ''قرآن شریف نے ہی کامل تعلیم عطا کی ہے اور قرآن شریف کا ہی ایسا زمانہ تھا جس میں کامل تعلیم عطا کی جاتی۔'' یہ کچھ ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے۔ ''پس یہ دعویٰ کامل تعلیم کا جو قرآن شریف نے کیا یہ اسی کا حق تھا اس کے سوا کسی آسمانی کتاب نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔''
(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 4)

فرمایا ''ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف ہی کو خاتم الکتب یقین کرے۔'' مومن کی یہ نشانی ہے ''اور اسی شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اسی کو ہمیشہ تک رہنے والی مانے اور اس میں ایک ذرہ بھر اور ایک شوشہ بھی نہ بدلے اور اس کی اتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھو دے اور اپنے وجود کا ہر ذرہ اسی راہ میں لگائے عملاً اور علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے تب پکا مسلمان ہوتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 267 ایڈیشن 1984ء) اب ہمیں یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم کے آخری کتاب ہونے کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف ایسے زمانے میں آیا تھا کہ جس میں ہر ایک طرح کی ضرورتیں تھیں جن کا پیش آنا ممکن ہے پیش آ گئی تھیں یعنی تمام امور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تھے اور ہر ایک قسم کا افراط اور تفریط اور ہر ایک نوع کا فساد اپنے انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اس لیے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی۔ پس انہی معنوں سے شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں کیونکہ پہلے زمانوں میں وہ مفاسد کہ جن کی اصلاح کے لیے الہامی کتابیں آئیں وہ بھی انتہائی درجہ پر نہیں پہنچے تھے اور قرآنِ شریف کے وقت میں وہ سب اپنے انتہا کو پہنچ گئے تھے۔ بہت سے بچے یا نوجوانی میں قدم رکھنے والے لوگ سوال کرتے رہتے ہیں ان کے لیے جواب ہے کہ پہلے وہ باتیں انتہا کو نہیں پہنچی تھیں یہاں انتہا کو بھی پہنچ گئیں۔ اس لیے تعلیم بھی انتہا کو پہنچ گئی۔ اس لیے قرآن کریم نازل ہوا اور اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اسلام کی بنیاد پڑی۔ پس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ فرمایا پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں پھر بھی وہ بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنی فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا۔ ان کے سامنے بعض باتیں آئی ہی نہیں تھیں تو وہ بیان کس طرح کرتے۔ اس کی تعلیم ناقص تھی اس لیے قرآن مجید کا ظہور ہونا ضروری تھا۔ فرمایا مگر قرآن شریف کے لیے اب یہ ضرورت پیش نہیں کہ اس کے بعد کوئی اَور کتاب بھی آوے کیونکہ کمال کے بعد اَور کوئی درجہ باقی نہیں۔ ہاں اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی وقت اصول حقہ قرآن شریف کے وید اور انجیل کی طرح مشرکانہ اصول بنائے جائیں گے اور تعلیم توحید میں تبدیل اور تحریف عمل میں آوے گی۔ قرآن کریم میں کوئی تحریف عمل میں آئے گی یا اگر ساتھ اس کے یہ بھی فرض کیا جائے جو کسی زمانے میں وہ کروڑہا مسلمان جو توحید پر قائم ہیں وہ بھی پھر طریقِ شرک اور مخلوق پرستی کا اختیار کر لیں گے تو بیشک ایسی صورت میں دوسری شریعت اور دوسرے رسول کا آنا ضروری ہوگا۔ ہاں اگر یہ صورتحال پیدا ہوتی ہے تو ہو سکتا ہے بلکہ ہوگا، ضرور ہو گا مگر دونوں قسم کے فرض ہیں یہ فرض کی گئی باتیں ہیں اور یہ محال ہے۔
(ماخوذ از براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 101-102 بقیہ حاشیہ نمبر 9)

یہ ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس شریعت کو محفوظ رکھوں گا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی مقصد کے لیے بھیجا اور یہی ہمارا کام ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''نجات کے واسطے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے وہی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اوّل سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی یقین کرے اور قرآن شریف کو کتاب اللہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قیامت تک اب اَور کوئی کتاب یا شریعت نہ آئے گی یعنی قرآنِ شریف کے بعد اب کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔'' (ملفوظات جلد 6 صفحہ 236 ایڈیشن 1984ء)

قرآنی وحی کی شان کے متعلق آپؑ بیان فرماتے ہیں کہ ''خدا کی لعنت ان پر جو دعویٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں قرآن کریم معجزہ ہے جس کی مثل کوئی انس و جن نہیں لا سکتا اور اس میں وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کر سکتا بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثل اور کوئی وحی بھی نہیں اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد اَور کوئی وحی بھی ہو۔ اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلی جیسی کہ خاتم الانبیاء پر ہوئی ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ کبھی پیچھے ہوگی۔ اور جو شان قرآن کی وحی کی ہے وہ اولیاء کی وحی کی شان نہیں'' اولیاء کو بھی وحی ہو سکتی ہے لیکن وہ شان نہیں ہو سکتی۔ ''اگرچہ قرآن کے کلمات کی مانند کوئی کلمہ انہیں وحی کیا جائے۔ اس لئے کہ قرآن کے معارف کا دائرہ سب دائروں سے بڑا ہے اور اس میں سارے علوم اور ہر طرح کی عجیب اور پوشیدہ باتیں جمع ہیں اور اس کی دقیق باتیں بڑے اعلیٰ درجہ کے گہرے مقام تک پہنچی ہوئی ہیں اور وہ بیان اور برہان میں سب سے بڑھ کر اور اس میں سب سے زیادہ عرفان ہے اور وہ خدا کا معجز کلام ہے جس کی مثل کانوں نے نہیں سنا اور اس کی شان کو جِن و انس کا کلام نہیں پہنچ سکتا۔ سو قرآن اور دوسرے کلام کی مثال اس رؤیا کی ہے جو دیکھی ایک بادشاہ عادل بلند ہمت اور پورے دانا نے۔'' اگر مثال لینی ہے تو یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک خواب دیکھی جو بڑا عادل تھا، بڑا بلند ہمت تھا ''اور وہی رؤیا دیکھی ایک دوسرے عامی کم فہم پست ہمت نے'' اسی طرح کی ایک اَور خواب کسی اور آدمی نے دیکھی جس کا مقام ایسا نہیں تھا۔ عام آدمی تھا۔ عقل بھی کم تھی۔ پست ہمت تھا۔ ''سو اس میں شک نہیں کہ بادشاہ کا خواب اور اس عامی کا گو ظاہر میں ایک ہی ہیں'' ملتے جلتے خواب ہیں ''لیکن دانشمند اور تعبیر جاننے والے کے نزدیک ایک نہیں۔'' عقلمند انسان جو تعبیر جاننے والا ہے وہ کہے گا یہ ایک خواب نہیں ہے ''بلکہ عادل بادشاہ کی تعبیر بہت بلند اور عام اور نفع رسان اور سب لوگوں کے حق میں خیر و برکت اور بہت ہی درست اور صاف ہے۔'' بڑا وسیع دائرہ ہے اس کی خواب کا۔ ''مگر عامی کی رؤیا اکثر صورتوں میں آمیزش اور میل کچیل سے پاک نہیں ہوتی۔ اسکے علاوہ اس کا اثر بیٹوں اور باپوں یا تھوڑے سے دوستوں سے آگے نہیں جاتا۔'' محدود دائرہ جو ہے اس کا خاندان کا، بیٹے ہیں، باپ ہے یا رشتہ دار ہیں یا دوست ہیں، اُن تک ہی وہ اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ فائدہ پہنچنے والا ہے تو ان تک ہی فائدہ پہنچے گا۔ اور فرمایا کہ ''اور اگر اغیار سوار بھی ہوں'' دوسروں کو سوار بھی کر لو، ان کے متعلق بھی کہہ رہے ہیں کہ لپیٹ لو کہ ہاں جی اس عامی کی جو خواب ہے اس میں دوسرے بھی شامل ہو سکتے ہیں ''تو بھی بہت ہی نزدیک جگہ میں ڈیرے ڈال دیتے ہیں'' پھر بھی قریب قریب ہی رہے گا۔ اس کا اثر جس حد تک وہ ماحول جانتا ہے وہیں تک رہے گا ''اور پالانوں سے اتر کر آشیانوں میں گھس جاتے ہیں'' یعنی کہ محاورۃً آپؑ نے فرمایا کہ پھر وہ محدود ہو جاتے ہیں۔ ان کی وسعت جو ہے اس قدر ہو ہی نہیں سکتی ''مگر قرآن کریم کے سواروں کا یہ حال ہے کہ وہ آبادی کے ہر دائرہ کو قطع کرتے ہیں'' بڑے وسیع ہیں۔ ''قرآن کریم ایک کتاب ہے جس کے نیچے عرفان کے دریا بہتے ہیں اور کسی گویائی کا پرندہ اس سے فوق اڑ نہیں سکتا۔'' اس سے زیادہ کوئی اَور بیان کر ہی نہیں سکتا۔ ''اور ہر پونجی والا اسی کے خزانوں اور دفینوں سے کچھ لیتا ہے اور میرے نزدیک ہر متکلم اس قرضہ میں مبتلا ہونے کے بغیر محض تہی دست ہے۔'' اگر یہاں سے نہیں فائدہ اٹھایا تو کسی کا کلام صحیح کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ ''اور قرضدار سے سخت تقاضا کیا جاتا اور سخت کوشش کی جاتی ہے کہ قاضی تک پہنچا کر اس سے روپیہ وصول کیا جائے۔ مگر قرآن کریم تنگ دستوں کو صدقات دیتا اور ساری تنگیاں دُور کرتا بلکہ اخلاص والوں کو سونے کی ڈلیاں دیتا ہے۔''

دوسرے لوگ تو اگر کوئی چیز دے دیں تو اپنے قرضداروں سے مقدمے بازیاں کرتے ہیں لیکن قرآن کریم تو ایسا علم دیتا ہے جو اس کے علم و عرفان کے چشمے بہتے چلے جاتے ہیں۔ یہ اس طرح ہی ہے جس طرح سونے کی ڈلیاں مل رہی ہیں ''اور اپنے قرضداروں کو مہلت دینے کا احسان نہیں جتاتا بلکہ ان کو سونا اکٹھا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔'' فرمایا ''...... ہم تو اوّل کوزے بنے پھر قرآن کے دریا سے لبالب ہوئے۔'' (الھدیٰ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 275 تا 278) میرا حال پوچھتے ہو تو میں تو پہلے ایک پیالہ بنا، کوزہ بنا اور پھر جو قرآن کریم کا دریا ہے اس کے پانی سے میں نے اپنے آپ کو بھرا۔ عربی عبارت میں کیونکہ یہ اس طرح ہے اس لیے اس کا اپنا ایک انداز ہے۔ ترجمہ بھی اسی طرح ہوا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک خدا کی لعنت اس پر جو قرآن کے اعجاز کا انکار کرتا اور اپنے کلام اور نظام کو بجائے خود کوئی مستقل شے سمجھتا ہے اور خدا کی قسم! ہم تو اسی چشمہ سے پیتے اور اس کی زینت سے آراستہ ہوتے ہیں اسی سبب سے تو ہمارے کلام میں نور اور صفا ہوتی اور ہماری گویائی میں روشنی اور شفا اور تازگی اور خوبصورتی چمکتی ہے اور مجھ پر قرآن کے سوا اَور کسی کا احسان نہیں اور اس نے میری ایسی پرورش کی ہے کہ ویسی ماں باپ بھی تو نہیں کرتے اور خدا نے مجھے اس سے خوشگوار پانی پلایا اور ہم نے اس کو روشن کرنے والا اور مددگار پایا۔''
(الھدیٰ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 279)

فرمایا کہ ''اگر میرے ساتھ خدا تعالیٰ کا کوئی نشان نہ ہوتا اور نہ اس کی تائید اور نصرت میرے شامل حال ہوتی اور مَیں نے قرآن سے الگ کوئی راہ نکالی ہوتی یا قرآنی احکام اور شریعت میں کچھ دخل و تصرف کیا ہوتا یا منسوخ کیا ہوتا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار ❁ جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب ❁ کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے باہر کوئی اَور نئی راہ بتائی ہوتی تو البتہ حق تھا اور لوگوں کا عذر معقول اور قابل قبول ہوتا کہ واقعہ میں یہ شخص خدا اور خدا کے رسول کا دشمن اور قرآن شریف اور تعلیم قرآن کا منکر اور منسوخ کرنے والا ہے۔’’ اگر کوئی ایسی بات ہوتی جو میں نے قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے باہر کی ہے تو یقیناً تمہارا حق ہے کہ ضرور یہ بات کہتے کہ منسوخ کرنے والا ہے، فاسق ہے، یہ بھی بیشک کہہ دیتے تم لوگ مجھے کہ ’’فاسق ہے، فاجر ہے، مرتد ہے۔ مگر جب میں نے نہ قرآن میں کوئی تغیر کیا اور نہ پہلی شریعت کا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے ایک شوشہ اور نقطہ میں نے بدلا بلکہ میں قرآن اور احکام قرآنی کی خدمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک مذہب کی خدمت کے واسطے کمر بستہ ہوں اور جان تک میں نے اپنی اسی راہ میں لگا دی ہے۔ اور میرا یقین کامل ہے کہ قرآن کے سوا جو کامل اکمل اور مکمل کتاب ہے اور اس کی پوری اطاعت اور بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نجات ممکن ہی نہیں اور قرآن میں کمی بیشی کرنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جؤا اپنی گردن سے اتارنے والے کو کافر اور مرتد یقین کرتا ہوں’’ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے باہر نکلتا ہے، اتباع سے باہر نکلتا ہے، ان کا جُوا اپنی گردن سے اتارتا ہے تو وہ مرتد ہے اور کافر ہے۔ ’’تو پھر اس صورت میں اور باوجود میری صداقت کے ہزارہا نشان ظاہر ہو جانے کے۔’’ صرف یہی بات نہیں ہے، میرا دعویٰ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے نشانات بھی دکھائے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں بھی مسیح موعود کے بارے میں پوری ہوئیں۔ قرآن کریم کی پیشگوئیاں بھی پوری ہوئیں۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیاں فرمائیں وہ نشانات ظاہر ہو جانے کے ساتھ پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں ’’کہ جو خدا تعالیٰ نے آج تک میری تائید میں آسمان اور زمین پر ظاہر کئے پھر مجھے جو شخص کاذب اور مفتری اور دجال کے نام پکارتا ہے یا جو میری پرواہ نہیں کرتا اور میری آواز کی طرف کان نہیں دھرتا یقیناً جانو کہ خدا تعالیٰ بغیر مؤاخذہ اسے ہرگز ہرگز نہ چھوڑے گا۔’’ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 308-309 ایڈیشن 1984ء) کبھی نہ کبھی اس کا مواخذہ ضرور ہوگا۔ پس یہ دعویٰ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے اور اس پر ہی ہم یقین رکھتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کے ذریعہ ہی قرآنی علوم کے معارف ہم تک پہنچے ہیں اور آپؑ نے قرآن کریم کی مکمل پیروی کی ہے اور ہمیں قرآن کریم کا حقیقی عرفان عطا فرمایا ہے۔

فکر کرنی چاہیے ان لوگوں کو جو آپؑ پر الزام لگاتے ہیں یا آپؑ کی جماعت پہ الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم قرآن کریم کی توہین کرنے والے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے فرستادے کی باتیں ہیں۔

یہ لوگ جو اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے یا نہیں آرہے خدا بغیر مواخذہ کے ان کو نہیں چھوڑے گا۔ کس طرح وہ پکڑے گا، کس طرح اس نے مواخذہ کرنا ہے یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

قرآن کریم کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف جگہوں پر بعض احکامات سے متعلق باتیں بھی بیان فرمائی ہوئی ہیں چند ایک میں یہاں بیان کرتا ہوں۔

قرآن کریم میں انصاف قائم کرنے کی اعلیٰ تعلیم کے متعلق فرماتے ہیں کہ ’’جو قومیں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔’’ اتنے ظلم کر رہے ہیں لوگ پھر بھی ان سے انصاف کرنے کی تعلیم ہے۔ بڑا مشکل کام ہے۔ ’’مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی۔’’ (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 409) پس یہ وہ اصول ہے جو معاشرے کے امن کی ضمانت ہے۔ دنیا کے امن کی ضمانت ہے۔ اگر آج دنیاوی جنگوں میں ملوث یہ قومیں اس اصول کو سمجھ لیں تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے ورنہ جو حالات پیدا ہو رہے ہیں یہ خوفناک تباہی کی طرف لے کر جا رہے ہیں چاہے وہ ایک ملک کی کوشش ہو یا دوسرے ملک کی کوشش ہو۔ ایک ملک میں سربراہ جائیں یا دوسرے ملک میں جائیں۔ چین میں جائیں یا کہیں جائیں اگر انصاف قائم نہیں کریں گے تو تباہی یقینی ہے۔

پھر ایک جگہ ایک اَور مثال میں فرماتے ہیں کہ ’’اگر کوئی قرآن کے زمانہ پر ایک نظر ڈال کر دیکھے کہ دنیا میں تعدد ازواج کس افراط تک پہنچ گیا تھا۔’’ شادیاں ہوتی تھیں۔ بیویاں کتنی کتنی ہوتی تھیں سو سو اسّی اسّی بیویاں لوگ رکھ لیتے تھے۔ ’’اور کیسی بے اعتدالیوں سے عورتوں کے ساتھ برتاؤ ہوتا تھا۔’’ کتنے ظلم ہوتے تھے عورتوں پر۔ ’’تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآن نے دنیا پر یہ احسان کیا کہ ان تمام بے اعتدالیوں کو موقوف کر دیا۔’’

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 45)

یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، قرآن کریم کی تعلیم کا احسان ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ساری غلط قسم کی باتوں کو ختم کیا۔ عورت کی کوئی عزت نہیں تھی۔ شادیوں کی کوئی حد نہیں تھی۔ حقوق نہیں تھے۔ یہ ساری چیزیں قرآن کریم نے دلوائیں اور اسلام سے پہلے اس کا تصور بھی نہیں تھا۔

پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’قرآن شریف صرف سماع کی حد تک محدود نہیں ہے کیونکہ اس میں انسانوں کے سمجھانے کے لئے بڑے بڑے معقول دلائل ہیں اور جس قدر عقائد اور اصول اور احکام اس نے پیش کئے ہیں ان میں سے کوئی بھی ایسا امر نہیں جس میں زبردستی اور تحکم ہو۔’’ جو بھی احکام ہیں ان میں زبردستی کوئی نہیں، تحکم کوئی نہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’...... لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ: 257)’’ یعنی دین میں کوئی بات جبر سے نہیں منوانا ’’یعنی یہ دین کوئی بات جبر سے منوانا نہیں چاہتا بلکہ ہر ایک بات کے دلائل پیش کرتا ہے۔’’ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 433) اور دلائل پیش کر کے پھر سامنے رکھتا ہے اور ماننے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

پھر قرآن کریم کی کامل تعلیم کا اعلان کرتے ہوئے دنیا کو چیلنج دیتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’ہمارا خداوند کریم کہ جو دلوں کے پوشیدہ بھیدوں کو خوب جانتا ہے اس بات پر گواہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ذرہ کا ہزارم حصہ بھی قرآن شریف کی تعلیم میں کچھ نقص نکال سکے یا بمقابلہ اس کے اپنی کسی کتاب کی ایک ذرہ بھر کوئی ایسی خوبی ثابت کر سکے کہ جو قرآنی تعلیم کے برخلاف ہو اور اس سے بہتر ہو تو ہم سزائے موت بھی قبول کرنے کو تیار ہیں۔’’ (براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 298 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 2) پس یہ ایسا بڑا دعویٰ ہے جو کامل ایمان اور یقین کے بغیر کیا ہی نہیں جا سکتا۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ پر ایمان رکھے اور پھر قرآن کریم پر غور کرے کہ خدا تعالیٰ نے کیا کچھ قرآن مجید میں فرمایا ہے تو وہ شخص دیوانہ وار دنیا کو چھوڑ خدا تعالیٰ کا ہو جائے۔’’

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 28 ایڈیشن 1984ء)

اگر ایمان کامل ہو اور پھر قرآن کریم پر غور کرو تو پھر دنیاداری کے بجائے خدا تعالیٰ کی طرف ہر وقت توجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ عرفان بھی عطا فرمائے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’آج رُوئے زمین پر سب الہامی کتابوں میں سے ایک فرقان مجید ہی ہے کہ جس کا کلامِ الٰہی ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے۔

جس کے اصول نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں’’ نجات کے جو اصول ہیں وضع فطرت پر مبنی ہیں۔ ’’جس کے عقائد ایسے کامل اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں جس کے احکام حق محض پر قائم ہیں جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک ہیں جس میں توحید اور تعظیمِ الٰہی اور کمالات حضرتِ عزت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیت جنابِ الٰہی سے بھرا ہوا ہے۔’’ خدا تعالیٰ کی وحدانیت سے بھرا ہوا ہے۔ ’’اور کسی طرح کا دھبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگاتا اور کسی اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا۔’’ یہ نہیں کہ اعتقاد کو زبردستی تسلیم کر لو بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی دلیل دیتا ہے فرمایا ’’بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہر یک اصول کی حقیت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقینِ کامل اور معرفتِ تام تک پہنچاتا ہے۔ اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور افعال میں پڑے ہوئے ہیں ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے۔’’ انسان بننے کے بھی تو آداب ہوتے ہیں وہ سارے آداب قرآن کریم میں ملتے ہیں ’’اور ہر یک فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے۔’’ یہ نہیں کہ ایک زمانے میں فساد کو رد کر رہا ہے بلکہ ہر فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے جس زور سے وہ آجکل پھیلا ہوا ہے۔ جس طرح آج پھیلا ہوا ہے اسی طرح اس کی مدافعت بھی وہیں سے نکل آتی ہے۔ اس کا علاج نکلتا ہے اس کا توڑ کرتا ہے۔ اور ’’اس کی تعلیم نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک عکسی تصویر ہے اور بینائی دلی اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے۔’’ روشن کرنے والا سورج ہے۔ ’’اور عقل کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے۔’’

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 81-82)

جو عقل کی باتیں مختصر ہوتی ہیں ان کو تفصیلی طور پر بیان کرتا ہے اور نقصان کو پورا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم پر حقیقی طور پر عمل کرنے والا اور اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے والا، اس کو سمجھنے والا اور اپنی زندگیاں اس کے مطابق گزارنے والا بنائے۔

رمضان کے بعد بھی اس نعمت سے فیض اٹھانے کی اسی طرح کوشش کرتے رہیں جس طرح رمضان میں کر رہے ہیں۔

رمضان میں جماعت کے مخالفین کے شر سے بچنے کے لیے بھی خاص طور پر دعائیں کریں اللہ تعالیٰ ہر شریر کے ہاتھ کو روکے اور ان کی پکڑ کے سامان فرمائے۔

دنیا کو فتنہ و فساد سے بچنے کے لیے بھی عمومی طور پر بہت دعا کریں۔

اسی طرح فلسطین میں بھی آج کل بڑا فساد پیدا ہوا ہوا ہے فلسطین کے مسلمانوں کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں ظالموں کے ظلم سے بچائے اور مسلم دنیا کے لیڈروں کو بھی عقل دے کہ وہ اپنے مفادات سے باہر نکل کر مسلمانوں کے عمومی مفادات کی حفاظت کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس رمضان میں ہمارے لیے رحمتوں اور برکتوں کے دروازے پہلے سے بڑھ کر کھولے۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اُسنے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا (ملفوظات، جلد 2 صفحہ 563)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

اب ہم تھوڑی دیر کے لئے لشکر قریش سے جدا ہو کر مدینہ کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کی خبر پا کر اپنے دو صحابی اطلاع حالات کے لئے روانہ فرما دیئے تھے لیکن ابھی وہ واپس نہیں لوٹے تھے کہ آپؐ کو کسی ذریعہ سے مخفی طور پر یہ اطلاع بھی پہنچ گئی کہ قریش کا ایک جرار لشکر مکہ سے آرہا ہے۔اس وقت جو کمزور حالت مسلمانوں کی تھی اسے ملحوظ رکھتے ہوئے نیز جنگی تدابیر کے عام اصول کے مطابق آپؐ نے اس خبر کو مشتہر نہیں ہونے دیا تا کہ عامۃ المسلمین میں اس کی وجہ سے کسی قسم کی بددلی نہ پیدا ہو،لیکن ایک بیدار مغز جرنیل کی طرح آپؐ نے بغیر اس خبر کے اظہار کے ایسے رنگ میں صحابہ میں تحریک فرمائی کہ بہت سے صحابہ باوجود یہ خیال رکھنے کے کہ یہ مہم قافلہ کی روک تھام کی غرض سے اختیار کی جا رہی ہے آپؐ کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے حتّٰی کہ انصار بھی جو بیعت عقبہ ثانیہ کے معاہدے کے موافق صرف مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں آپؐ کی حفاظت کے ذمہ دار سمجھے جاتے تھے اور جو اس وقت تک کسی غزوہ یا سریہ میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ شریک جہاد ہونے کے لئے آمادہ ہو گئے۔چنانچہ روایت آتی ہے کہ آپؐ نے مدینہ میں ایک مجلس قائم کی اور صحابہ سے مشورہ دریافت فرمایا۔حضرت ابوبکر و عمر نے جان نثارانہ تقریریں کیں مگر آپؐ نے ان کی طرف کچھ التفات نہ کیا جس پر رؤساء انصار سمجھ گئے کہ آپؐ کا روئے سخن ان کی طرف ہے۔چنانچہ ان میں سے سعد بن عبادۃ رئیس خزرج نے جان نثارانہ تقریر کی اور عرض کیا یارسول اللہ! انصار ہر خدمت کے لئے حاضر ہیں اور جہاں بھی آپ ارشاد فرمائیں جانے کے لئے تیار ہیں۔اس کے بعد آپؐ نے صحابہ میں عام تحریک فرمائی اور انصار و مہاجرین کی ایک جمعیت آپؐ کے ساتھ نکلنے کو تیار ہو گئی۔لیکن پھر بھی چونکہ عام خیال قافلہ کے مقابلہ کا تھا بہت سے صحابہ یہ خیال کر کے کہ محض قافلہ کی روک تھام کا معاملہ ہے جس کے لئے زیادہ لوگوں کا شامل ہونا ضروری نہیں ہے شامل نہیں ہوئے۔ دوسری طرف وہ بعض خاص صحابہ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لشکر قریش کی آمد کا علم ہو گیا تھا مگر جن کو اخفاء راز کا حکم تھا وہ اپنی جگہ فکرمند تھے کہ دیکھئے اس موقع پر جبکہ لشکر قریش سے بھی مٹھ بھیڑ ہو جانے کا احتمال ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی اہم ذمہ داری سے عہدہ برا ہو سکتے ہیں یا نہیں۔چنانچہ انہی لوگوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن شریف فرماتا ہے اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ یعنی مدینہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کو مومنوں کا ایک فریق (اپنی ظاہری طاقت کا خیال کرتے ہوئے) پسند نہیں کرتا تھا اور اسے ایک مشکل اور نازک کام سمجھتا تھا۔ مگر چونکہ ان کے آقا کا یہی منشاء تھا وہ دلی جوش کے ساتھ لبیک لبیک کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔اس وقت تک گو وہ دو صحابی جن کو آپؐ نے خبر رسانی کے واسطے بھیجا تھا واپس نہیں لوٹے تھے مگر چونکہ لشکر قریش کی اطلاع آچکی تھی آپؐ نے مزید توقف کرنا مناسب خیال نہ کیا اور 12 رمضان کو بروز اتوار مدینہ سے انصار و مہاجرین کی ایک جمعیت کے ساتھ اللہ کا نام لیتے ہوئے روانہ ہو گئے۔اکابر صحابہ میں سے جو لوگ اس غزوہ میں شامل نہیں ہو سکے ان میں سے حضرت عثمان بن عفان کا نام خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ان ایام میں چونکہ ان کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار تھیں۔اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خود حکم دیا تھا کہ وہ ان کی تیمارداری کے لیے مدینہ میں ہی ٹھہریں۔اسی طرح قبیلہ خزرج کے رئیس اعظم سعد بن عبادۃ بھی عین وقت پر بیمار ہو جانے کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے۔قبیلہ اوس کے رئیس اسید بن الحضیر بھی کسی مجبوری کی وجہ سے شریک نہیں ہوئے۔طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید چونکہ ابھی تک خبر رسانی کی مہم سے واپس نہیں آئے تھے اس لیے وہ بھی لڑائی کی عملی شرکت سے محروم رہ گئے باقی اکثر اکابر صحابہ آپؐ کے ہمرکاب تھے۔

مدینہ سے تھوڑی دور نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈیرہ ڈالنے کا حکم دیا اور فوج کا جائزہ لیا۔کم عمر بچے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کے شوق میں ساتھ چلے آئے تھے،واپس کئے گئے۔سعد بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی عمیر بھی کم سن تھے۔انہوں نے جب بچوں کی واپسی کا حکم سنا تو لشکر میں اِدھر اُدھر چھپ گئے لیکن آخر ان کی باری آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی واپسی کا حکم دیا۔یہ حکم سن کر عمیر رونے لگ گئے اور آپؐ نے ان کے غیر معمولی شوق کو دیکھ کر انہیں اجازت دے دی۔ اب لشکر اسلامی کی تعداد کچھ اوپر تین سو دس تھی۔جن میں مہاجرین کچھ اوپر ساٹھ تھے اور باقی سب انصار تھے۔مگر بے سروسامانی کا یہ عالم تھا کہ ساری فوج میں صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے اور انہی پر مسلمان باری باری سوار ہوتے تھے حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کوئی الگ سواری نہیں تھی یعنی آپؐ کو بھی دوسروں کے ساتھ باری باری سے چڑھنا اور اترنا پڑتا تھا۔آپؐ کے ساتھیوں نے بڑے اصرار سے عرض کیا کہ ہم پیدل چلتے ہیں حضور سوار رہیں،مگر آپؐ نے نہ مانا اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے چلنے میں کمزور نہیں ہوں اور ثواب کی خواہش بھی مجھے کسی سے کم نہیں پھر میں کیوں نہ باری میں حصہ لوں۔لشکر میں زرہ پوش صرف چھ سات تھے اور باقی سامانِ حرب بھی بہت تھوڑا اور ناقص تھا۔الغرض جائزہ وغیرہ کے کام سے فارغ ہو کر آپؐ آگے روانہ ہوئے۔ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ ایک شخص نے جو مشرک تھا آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپؐ کے ساتھ چل کر جنگ میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔صحابہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ شخص اپنی بہادری اور شجاعت میں شہرت رکھتا تھا۔مگر آپؐ نے یہ فرما کر اسے ردّ کر دیا کہ میں اس موقع پر ایک مشرک سے مدد نہیں لینا چاہتا۔تھوڑی دیر بعد وہ شخص پھر آیا،لیکن اِدھر سے پھر وہی جواب تھا۔تیسری دفعہ وہ پھر حاضر ہوا اور اپنی خدمات پیش کیں اور ساتھ ہی عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا ہاں اب بڑی خوشی سے ہمارے ساتھ چلو۔

مدینہ سے نکلتے ہوئے آپؐ نے اپنے پیچھے عبداللہ بن ام مکتوم کو مدینہ کا امیر مقرر کیا تھا۔مگر جب آپؐ روحاء کے قریب پہنچے جو مدینہ سے 36 میل کے فاصلہ پر ہے تو غالباً اس خیال سے کہ عبداللہ ایک نابینا آدمی ہیں اور لشکر قریش کی آمد آمد کی خبر کا تقاضا ہے کہ آپؐ کے پیچھے مدینہ کا انتظام مضبوط رہے آپؐ نے ابولبابہ بن منذر کو مدینہ کا امیر مقرر کر کے واپس بھجوا دیا اور عبداللہ بن ام مکتوم کے متعلق حکم دیا کہ وہ صرف امام صلوٰۃ رہیں،مگر انتظامی کام ابولبابہ سرانجام دیں۔مدینہ کی بالائی آبادی یعنی قباء کے لئے آپؐ نے عاصم بن عدی کو الگ امیر مقرر فرمایا۔اسی مقام سے آپؐ نے بسبس اور عدی نامی دو صحابیوں کو دشمن کی حرکات و سکنات کا علم حاصل کرنے کے لئے بدر کی طرف روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ وہ بہت جلد خبر لے کر واپس آئیں۔روحاء سے آگے روانہ ہو کر جب مسلمان وادیٔ صفراء کے ایک پہلو سے گزرتے ہوئے زفران میں پہنچے جو بدر سے صرف ایک منزل ورے ہے تو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قافلہ کی حفاظت کے لئے قریش کا ایک بڑا جرار لشکر مکہ سے آرہا ہے۔اب چونکہ اخفاء راز کا موقع گزر چکا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو جمع کر کے انہیں اس خبر سے اطلاع دی اور پھر ان سے مشورہ پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ظاہری اسباب کا خیال کرتے ہوئے تو یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ قافلہ سے سامنا ہو کیونکہ لشکر کے مقابلہ کے لئے ہم ابھی پوری طرح تیار نہیں ہیں۔مگر آپؐ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا۔ دوسری طرف اکابر صحابہ نے یہ مشورہ سنا تو اٹھ اٹھ کر جاں نثارانہ تقریریں کیں اور عرض کیا ہمارے جان و مال سب خدا کے ہیں۔ہم ہر میدان میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ چنانچہ مقداد بن اسود نے جن کا دوسرا نام مقداد بن عمرو بھی تھا کہا ”یارسول اللہ! ہم موسیٰ کے اصحاب کی طرح نہیں ہیں کہ آپؐ کو یہ جواب دیں کہ جا تُو اور تیرا خدا جا کر لڑو ہم یہیں بیٹھے ہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپؐ جہاں بھی چاہتے ہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اور ہم آپؐ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے ہو کر لڑیں گے۔“ آپؐ نے یہ تقریر سنی تو آپؐ کا چہرہ مبارک خوشی سے تمتمانے لگ گیا۔ مگر اس موقع پر بھی آپؐ انصار کے جواب کے منتظر تھے اور چاہتے تھے کہ وہ بھی کچھ بولیں۔کیونکہ آپؐ کو یہ خیال تھا کہ شاید انصار یہ سمجھتے ہوں کہ بیعت عقبہ کے ماتحت ہمارا فرض صرف اس قدر ہے کہ اگر عین مدینہ پر کوئی حملہ ہو تو اس کا دفاع کریں۔چنانچہ باوجود اس قسم کی جاں نثارانہ تقریروں کے آپؐ یہی فرماتے گئے کہ اچھا پھر مجھے مشورہ دو کہ کیا کیا جاوے۔سعد بن معاذ رئیس اوس نے آپؐ کا منشاء سمجھا اور انصار کی طرف سے عرض کیا ”یارسول اللہ! شاید آپؐ ہماری رائے پوچھتے ہیں۔خدا کی قسم جب ہم آپؐ کو سچا سمجھ کر آپؐ پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے اپنا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا ہے تو پھر اب آپؐ جہاں چاہیں چلیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے،اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کو کہیں تو ہم کود جائیں گے اور ہم میں سے ایک فرد بھی پیچھے نہیں رہے گا اور آپؐ انشاء اللہ ہم کو لڑائی میں صابر پائیں گے اور ہم سے وہ بات دیکھیں گے جو آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گی۔“ آپؐ نے یہ تقریر سنی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔سِيْرُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِيْ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَاللّٰهِ لَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى مَصَارِعِ الْقَوْمِ۔ یعنی تو پھر ”اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو اور خوش ہو کیونکہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں (یعنی لشکر اور قافلہ) میں سے کسی ایک گروہ پر وہ ہم کو ضرور غلبہ دے گا۔اور خدا کی قسم میں گویا اس وقت وہ جگہیں دیکھ رہا ہوں جہاں دشمن کے آدمی قتل ہو ہو کر گریں گے۔“ آپؐ کے یہ الفاظ سن کر صحابہ خوش ہوئے مگر ساتھ ہی انہوں نے حیران ہو کر عرض کیا هَلَّا ذَكَرْتَ لَنَا الْقِتَالَ فَنَسْتَعِدَّ۔ یعنی ”یارسول اللہ! اگر آپؐ کو پہلے سے لشکر قریش کی اطلاع تھی تو آپؐ نے ہم سے مدینہ میں ہی جنگ کے احتمال کا ذکر کیوں نہ فرما دیا کہ ہم کچھ تیاری تو کر کے نکلتے۔“ مگر باوجود اس خبر اور اس مشورہ کے اور باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس خدائی بشارت کے کہ ان دو گروہوں میں سے کسی ایک پر مسلمانوں کو ضرور فتح حاصل ہوگی ابھی تک مسلمانوں کو معین طور پر یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ ان کا مقابلہ کس گروہ سے ہوگا اور وہ ان دونوں گروہوں میں سے کسی ایک گروہ کے ساتھ مٹھ بھیڑ ہو جانے کا امکان سمجھتے تھے اور وہ طبعاً کمزور گروہ یعنی قافلہ کے مقابلہ کے زیادہ خواہش مند تھے۔

(سیرت خاتم النّبیین صفحہ 352 تا 355 مطبوعہ قادیان 2011)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ✿ دل میں اُٹھتا ہے مرے سو سو اُبال
ابن مریم مرگیا حق کی قسم ✿ داخل جنت ہوا وہ محترم

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی،افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مارتا ہے اس کو فرقاں سربسر ✿ اس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے ✿ ہوگیا ثابت یہ تیس آیات سے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(994) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہمارے گاؤں میں ایک کشمیری مولوی جو حافظ قرآن بھی تھے تشریف لائے اور کئی روز تک وہ اپنے وعظ میں غیر مقلدین یعنی اہل حدیث کے خلاف تقریریں کرتے رہے۔ ہم بھی غیر مقلد تھے۔ مولوی صاحب اعلانیہ کہا کرتے کہ اپنے فوت شدہ بزرگوں سے مدد طلب کرنا جائز ہے اور جس قدر نمازیں تم نے غیر مقلدوں کے پیچھے پڑھی ہیں۔ سب کی سب دوبارہ پڑھنی چاہئیں اور ثبوت میں قرآنی آیات يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المائدۃ:32) پیش کرتے تھے۔ میں نے اُن مولوی صاحب سے پوچھا کہ اس وسیلہ سے آپ کون سا وسیلہ مراد لیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نیک عملوں اور فوت شدہ بزرگوں کا وسیلہ۔ میں نے کہا کہ آپ لوگوں کو مشرکانہ تعلیم نہ دیں۔ اس بات پر اس نے میرے ساتھ سخت کلامی کی اور گاؤں کے لوگوں کو برانگیختہ کیا۔ جس پر گاؤں کے لوگ ہم سے الگ نماز پڑھنے لگے۔ صرف میں اور میرے والد ہی اکٹھی نماز پڑھتے تھے۔ میرے والد صاحب نے قادیان جا کر حضرت صاحب سے کہا کہ جناب میں نے تو اپنا لڑکا مسلمان بنانے کے لئے آپ کی خدمت میں چھوڑا تھا لیکن اب تو لوگ اس کو کافر کہتے ہیں۔ آپ نے اس وقت ایک سرخ کاغذ پر فتویٰ لکھوا کر میرے والد صاحب کو دیا کہ جو لوگ آمین بالجہر، الحمد للہ، رفع یدین اور فاتحہ خلف الامام کے پڑھنے پر کسی کو کافر کہے وہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک خود کافر ہے۔ مگر چند روز کے بعد عام لوگ خود بخود ہی میرے پیچھے نماز پڑھنے لگ گئے۔ اس کے بعد جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میاں نور محمد! تم کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ تم جواب دیا کرو کہ میں حضرت پیرانِ پیر کا مرید ہوں اور ان کی کتاب غنیۃ الطالبین پڑھ کر اُن کو سنایا کرو اور حضرت صاحب ہمیشہ جناب پیران پیرؒ اور امام غزالی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

(995) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ خواب میں میری زبان پر لفظ ''مجدد'' جاری ہوا۔ مگر اس وقت مجھے اس لفظ کی کوئی تشریح معلوم نہ ہوئی۔ اور ایک لغت کی کتاب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ''نیا کام کرنے والا'' اس خواب کے چند روز بعد ایک بڑا لمبا چوڑا اشتہار دیکھا جو کہ میر عباس علی صاحب لدھیانوی کی طرف سے شائع ہوا تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔ اور جن ایام میں مسجد مبارک تیار ہوتی تھی تو حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اس مسجد میں ایک مولوی رکھنا ہے جو عورتوں میں وعظ کیا کرے گا۔ لیکن اب اللہ کے فضل و کرم سے بجائے ایک کے سینکڑوں مولوی مسجد مبارک میں موجود رہتے ہیں۔ اُس زبان مبارک سے نکلی ہوئی باتیں اب ہم پوری ہوتی دیکھ رہے ہیں۔

(996) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض دفعہ احباب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھتے تھے کہ جب آدمی ایک دفعہ بیعت کر لے تو کیا یہ جائز ہے کہ اگر پھر کبھی بیعت ہو رہی ہو تو وہ اس میں بھی شریک ہو جائے۔ حضور فرماتے تھے کہ کیا حرج ہے؟ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اکثر دوست دوبارہ سہ بارہ بلکہ کئی بار بیعت میں شریک ہوتے رہتے اور بیعت چونکہ توبہ اور اعمال صالحہ کے عہد کا نام ہے اس لئے بہرحال اس کی تکرار میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔

(997) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یوں تو ہر امر میں قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے تھے مگر بعض بعض آیات آپ خصوصیت کے ساتھ زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ علاوہ وفات مسیح کی آیات کے حسب ذیل آیات آپ کے منہ سے زیادہ سنی ہیں۔

سورۃ فاتحہ۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا (الشمس:10)

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات:14)

رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف:187)

هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (التوبۃ:33)

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (الاسراء:73)

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (النساء:59)

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ (الفجر:29)

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر:54)

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ (البقرۃ:156)

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (النساء:148)

وَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طٰہٰ:45)

اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر:43)

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدۃ:68)

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعۃ:4)

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرۃ:287)

لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرۃ:196)

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت:3)

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم:4)

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (النجم:9)

لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (الاسراء:37)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32)

لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ:257)

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:78)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کیا خوب انتخاب ہے۔

(1000) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اولؓ میں یہ ایک خاص بات تھی کہ معترض اور مخالف کو ایک یا دو جملوں میں بالکل ساکت کر دیتے تھے اور اکثر اوقات الزامی جواب دیتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق تھا کہ جب کوئی اعتراض کرتا تو آپ ہمیشہ تفصیلی اور تحقیقی جواب دیا کرتے تھے اور کئی پہلوؤں سے اس مسئلہ کو صاف کیا کرتے تھے۔ یہ مطلب نہ ہوتا تھا کہ معترض ساکت ہو جائے بلکہ یہ کہ کسی طرح حق اس کے ذہن نشین ہو جائے۔

(1001) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب رام پوری حال قادیان نے مجھ سے بیان کیا کہ 1884ء میں جب کہ میں سکول میں پڑھتا تھا ایک رات کو تاروں کے ٹوٹنے کا غیر معمولی نظارہ دیکھنے میں آیا، رات کے ایک لمبے حصہ میں تارے ٹوٹتے رہے اور اس کثرت سے ٹوٹے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ تیروں کی بارش ہو رہی ہے۔ ایک حصہ تاروں کا ٹوٹ کر ایک طرف جاتا اور دوسرا دوسری طرف۔ اور ایسا نظر آتا تھا کہ گویا فضا میں تاروں کی ایک جنگ جاری ہے۔ یہ سلسلہ 10 بجے شب سے لے کر 4 بجے شب تک جاری رہا۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر ایک مجلس میں غالباً 1910ء میں کیا تھا تو ایک بہت شریف اور عابد و زاہد معمر انسان نے کہا کہ مجھے بھی وہ رات یاد ہے۔ میرے پیر و مرشد حضرت قبلہ علامہ مولوی ارشاد حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے یہ عالم دیکھ کر فرمایا تھا کہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام ہو گیا ہے یہ اسی کی علامت ہے۔ مولوی ارشاد حسین صاحب زبردست علماء میں سے تھے۔ انصار الحق وغیرہ آپ کی مشہور تصانیف ہے اور یہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے پیر تھے۔ لیکن جب میں نے بعد میں اُن مولوی صاحب کے ایک دوست سے جس نے یہ روایت بیان کی تھی یہ کہا کہ شہادت لکھ دو تو اُس نے لکھنے سے انکار کر دیا۔ مگر زبانی مانتا تھا کہ اُن مولوی صاحب نے ایسا کہا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ستاروں کا گرنا بہت سے نبیوں کے لئے بطور علامت واقع ہو چکا ہے اور حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ یہ جو حضور کی بعثت کے وقت غیر معمولی طور پر ستارے گرتے نظر آئے۔ یہ حضور کے لئے بطور علامت تھا اور اس سے مراد یہ تھی کہ اب گویا کواکب یعنی علماء کے گرنے کا وقت آ گیا ہے جس کے بعد سورج کا طلوع ہوگا۔ ☆☆

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

طالب دعا: شیخ سلطان احمد ایسٹ گوداوری (آندھرا پردیس)
99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایہ ناز ایمان و اعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔ میں نے قرآن کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیشگوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے (ملفوظات جلد 1 صفحہ 386، مطبوعہ قادیان 2003ء)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی بھی مذہب نے اس تفصیل سے ہر طبقے اور تمام مخلوق کے حقوق بیان نہیں کیے اور نہ ہی کسی انسانی قانون وقواعد نے اور ضابطوں نے ان کا احاطہ کیا ہے جس طرح اسلام کی تعلیم میں بیان ہوئے ہیں

اسلام نے چودہ سو سال پہلے عورتوں کے بھی حقوق قائم فرمائے اور مردوں کے بھی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ یہ بھی ہے کہ آپؐ عورتوں سے بعض اہم امور میں مشورہ بھی لے لیا کرتے تھے

اللہ تعالیٰ مرد اور عورت دونوں کو برابری کی سطح پر رکھ کے ان کی خصوصیات بیان کر کے فرماتا ہے کہ اگر تم یہ یہ کرنے والے مرد اور عمل کرنے والی عورتیں ہو تو تم اس بات کے حقدار ہو کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں نوازے

اگر ہم احمدی یہ حق ادا کرنے کی مثالیں قائم کرنے والے بن جائیں گے تو ایک حسین معاشرے کا نمونہ بن سکتے ہیں

نمونے قائم کرنا مردوں کا کام ہے

”جو پردہ کہ سمجھا گیا ہے وہ غلط ہے، قرآن شریف نے جو پردہ بتلایا ہے وہ ٹھیک ہے“ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پس اصل چیز یہ ہے کہ سائل کا حق، اگر حق بنتا ہے تو اس کو دو لیکن یہ بھی دیکھ لو کہ وہ خرچ صحیح جگہ کر رہا ہے کہ نہیں کر رہا

قرآن کریم، احادیث نبویؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں مردوں، عورتوں نیز سوالی اور محروم کے حقوق کا بصیرت افروز بیان

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2022ء کے تیسرے روز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا معرکہ آرا، بصیرت افروز اور دل نشیں اختتامی خطاب فرمودہ مورخہ 07/اگست 2022ء بروز اتوار بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن، ہمپشئر، یوکے

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اسلام نے مختلف لوگوں کے، مختلف طبقوں کے حتی کہ کل مخلوق کے جو حقوق قائم کیے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر مَیں نے 2019ء کے جلسہ سالانہ کی تقریر میں کیا تھا۔ پھر 2021ء کے جلسہ سالانہ یوکے میں کچھ حقوق کا ذکر کیا تھا لیکن جس تفصیل سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حقوق کا ذکر فرمایا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حقوق قائم فرمائے اور بیان فرمائے اور پھر جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق نے اس زمانے میں ان کی تفصیل بیان فرمائی وہ سب اتنی زیادہ ہے کہ کئی گھنٹوں میں بھی ان کا احاطہ نہیں ہوسکا نہ ہوسکتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ تمام حقوق بیان نہیں ہوسکے بلکہ جو بیان ہوئے ان کو بھی میں نے چند مختصر حوالوں کے ساتھ بیان کیا تھا۔ سو آج بھی مَیں بعض حقوق کا ذکر کروں گا۔ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی بھی مذہب نے اس تفصیل سے ہر طبقے اور تمام مخلوق کے حقوق بیان نہیں کیے اور نہ ہی کسی انسانی قانون وقواعد نے اور ضابطوں نے ان کا احاطہ کیا ہے، جس طرح اسلام کی تعلیم میں بیان ہوئے ہیں۔

جب ایک انصاف پسند انسان ان حقوق کی تفصیل پڑھتا ہے اور سنتا ہے تو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا حسن نکھر کے سامنے آتا ہے اور بے اختیار اس کے منہ سے نکلتا ہے کہ یہ تعلیم تو ایسی خوبصورت ہے کہ اسے ہر ایک کو اپنانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد انسان کرتا ہے اور انصاف پسند برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ اعتراض کرنے والے غلط اعتراض کرتے ہیں۔ ہمارے مختلف فنکشنز پر آئے ہوئے لوگوں کے جو مختلف ممالک کے رہنے والے ہیں اور مختلف طبقات سے تعلق رکھتے ہیں، افریقہ سے بھی، ہندوستان سے بھی، یورپ سے بھی، امریکہ سے بھی، آسٹریلیا سے بھی اور جزائر سے بھی ان کے یہ اعتراف موجود ہیں کہ جس طرح اسلام ہر پہلو کا احاطہ کرتا ہے یہ حیران کن ہے۔ پس ہمارا کام ہے کہ اس خوبصورت تعلیم کے حسن کو دنیا کو بتاتے چلے جائیں۔ نیک فطرت لوگوں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کریں اور مخالفین اور بے جا اعتراض کرنے والوں کے منہ بند کریں۔

آج جو حقوق مَیں بیان کرنے لگا ہوں ان میں پہلا ذکر مردوں اور عورتوں کے حقوق کا ہے۔ آج کل ان دونوں طبقوں کے حقوق اور برابری کی باتیں ہوتی ہیں۔ بڑی بڑی تنظیمیں بنی ہوئی ہیں اور یہ تنظیمیں افراط و تفریط کرنے والی ہیں۔ یعنی ایک حقوق دلانے کے لیے دوسرے پر زیادتی بھی جائز قرار دے دیتی ہے۔ آج کل اگر عورتوں کے حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے تو کسی اصول و قاعدے کو بھی مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ عورتوں کو حقوق دینے کا نعرہ لگاتے ہیں تو ان سے زبردستی ان کی مذہبی آزادی اور اس پر عمل کرنے کا حق بھی چھین لیتے ہیں۔ مرد سے حقوق لینے کی کوشش کرتے ہیں تو عورتوں مردوں کے درمیان خلیج پیدا کرنے والے حالات پیدا کر دیتے ہیں۔ پھر جو حق دینا چاہتے ہیں ان میں بھی سقم ہے۔ پتہ نہیں چلتا کہ کس طرح ان پر عملدرآمد کروائیں۔ چنانچہ خود مانتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے برابری کے حقوق میں بین الاقوامی قانون بھی اور بین الاقوامی عدالتیں بھی خاموش ہیں۔

پھر معاشی، معاشرتی رہن سہن، سہولیات اور رسم و رواج کی وجہ سے جو روکیں ہیں ان کو کس طرح حل کرنا ہے اس کا کچھ پتہ نہیں۔ پس مرد عورت برابر ہیں کا نعرہ لگا دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بہت بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی نہیں کہ اس کی جزئیات میں جا کر کن کن چیزوں کو دیکھنا ہے، کن کن باتوں پر غور کرنا ہے۔ کس بارے میں کس طرح کے قواعد اور ضوابط اور قوانین بنانے ہیں۔ یہ خود ساختہ بغیر سوچے سمجھے کے برابری کے اصول معاشرے میں امن پیدا کر رہے ہیں یا بدامنی پیدا کر رہے ہیں اس بارے میں کچھ نہیں سوچتے۔ گھروں کو جوڑ رہے ہیں یا توڑ رہے ہیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ اگلی نسل کی تربیت اور انہیں بہترین انسان بنانے میں کردار ادا کر رہے ہیں یا ان کو تباہ کر رہے ہیں۔ پس بے شمار باتیں ہیں جن پر نہ انہوں نے غور کیا نہ دیکھا۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مَیں مردوں اور عورتوں کے حقوق کے بارے میں اسلام ہمیں کیا تعلیم دیتا ہے، وہ چند مختصر سی باتیں بیان کروں گا۔ اس کی تفصیلات تو بہت ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا بعض باتیں بیان کروں گا۔ اور جب ہم اس معاشرے کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھتے ہیں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور قرآن کریم نازل ہوا تو پھر اس کی اہمیت اور واضح ہو جاتی ہے کہ کس طرح اسلام نے چودہ سو سال پہلے عورتوں کے بھی حقوق قائم فرمائے اور مردوں کے بھی۔

اس زمانے میں جب عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی ان کے حقوق قائم فرمائے۔ پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس زمانے میں اس نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کے نکھار کو ہمارے سامنے پیش کرنے والا بھی مبعوث فرمایا۔ بہرحال مَیں قرآن کریم کے حوالے سے بات شروع کرتا ہوں۔ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (النساء:2) اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں میں سے مردوں اور عورتوں کو بکثرت پھیلا دیا اور اللہ سے ڈرو جس کے نام کے واسطے دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رِحموں کے تقاضوں کا بھی خیال رکھو۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔

اسلام کی تعلیم کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے شروع ہی میں فرما دیا کہ یہ متقیوں کے

لیے ہدایت ہے۔ متقی کون ہے؟ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا بھی ہے، اس سے محبت بھی کرتا ہے، اسکے حکموں پر چلنے کا عہد کر کے اس پر چلتا ہے اور یہی حقیقی مسلمان بھی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو تو جن لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے وہ لوگ تو وہ ہیں اور پہلے مخاطب وہی ہیں جو مسلمان ہیں۔ پس مسلمانوں کو ہی نصیحت ہے کہ ہمیشہ یاد رکھو اے مرد و اور عورتو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے۔ پس مرد اور عورت نفس واحدہ سے پیدا ہوئے ہیں اس لحاظ سے ایک ہی جنس ہیں۔

جب ایک ہی جنس ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دماغ بھی ایک جیسے بنائے ہیں، ان میں احساسات بھی ایک قسم کے رکھے ہیں ان کے جذبات بھی ایک ہی طرح کے ہیں۔

یہ آیت نکاح کے شروع میں بھی پڑھی جاتی ہے یعنی شادی کے بندھن میں بندھتے وقت یہ واضح کر دیا جاتا ہے کہ یہ بندھن مضبوط تبھی ہوسکتا ہے جب مرد کے دل میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ احساس کے لحاظ سے، جذبات کے لحاظ سے، عقل کے لحاظ سے، حقوق کے لحاظ سے عورت اور مرد برابر ہیں اس لیے عورت کو کمتر نہ سمجھنا۔ اسی طرح عورت کو بھی سمجھایا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ یہ بھی ہے کہ آپؐ عورتوں سے بعض اہم امور میں مشورہ بھی لے لیا کرتے تھے۔ اس سوسائٹی میں جہاں اسلام سے پہلے عورت کی کوئی اہمیت نہیں تھی، مشورہ لینا تو ایک طرف اس کو اپنی معمولی رائے دینے کا بھی حق نہیں تھا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوہ کہ اہم معاملات میں عورت سے مشورہ بھی لے لیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل نے عورتوں میں اتنی جرأت پیدا کر دی کہ وہ مردوں کی بیجا روک ٹوک کے سامنے بھی جواب دے دیا کرتی تھیں۔

حضرت عمرؓ کا ہی ایک واقعہ ہے کہ جب ان کی کسی بات پر ان کی بیوی نے اپنی رائے دی تو انہوں نے انہیں سختی سے ڈانٹا کہ تمہارا بیچ میں بولنے کا کوئی حق نہیں۔ اس پر ان کی بیوی نے کہا کہ اب آپ چپ کریں۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بولنے کا حق دیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الطلاق باب فی ایلاء واعتزال النساء...... الخ حدیث 3692)

ہم بھی عقل رکھتی ہیں، ہم بھی کسی معاملے میں اپنی اعلیٰ رائے دے سکتی ہیں۔ بلکہ دین کا علم بھی حاصل کرتی تھیں اور بعض دینی معاملے میں بھی صحابیاتؓ خلفاء کو بھی اپنی رائے دے دیا کرتی تھیں۔ اسلام نے عورت کو اس وقت یہ مقام دلایا جب اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔

پھر صرف میاں بیوی کو ہی نصیحت نہیں کی کہ خدا کا خوف دل میں پیدا کرتے ہوئے ایک دوسرے کا حق ادا کرو بلکہ یہ بھی نصیحت فرمائی کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کا بھی خیال رکھو۔ رشتہ داروں کا بھی خیال رکھنا ہے کہ یہ وسیع تر حقوق کا تحفظ اور ان کو قائم کرنا معاشرے کے امن کی بھی ضمانت ہوگا اور ایک کے بعد دوسری نسل ایک دوسرے کے حقوق قائم کرنے والی پیدا ہوتی جائے گی۔ پس اس طرح اسلام حقوق کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ پھر ترکہ کا سوال ہے تو اسلام نے دونوں مرد اور عورت کے ترکے کے حق کو قائم فرمایا۔

مرد کو اس کی ذمہ داریوں کے مطابق ترکے کے ایک حصہ کا حق دار قرار دیا تو عورت کو بھی محروم نہیں رکھا اور اسے بھی ترکہ میں حصہ دیا۔ جب ہم اس زمانے کے حالات کے تناظر میں دیکھتے ہیں جب عورت کو جائیداد کے حق سے محروم رکھا جاتا تھا بلکہ اب بھی بعض ملکوں میں حق نہیں دیا جاتا تو اس وقت اسلام کہتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں اپنے اپنے والدین یا جن سے بھی ان کو ترکہ مل سکتا ہے شرعاً اس کے حق دار ہیں، لیں۔ نہ مرد زیادتی کرے یا پھر کسی چیز سے محروم کیا جائے نہ عورت کو اس وجہ سے کہ وہ عورت ہے جائیداد سے محروم کیا جائے۔ آج عورت کے حقوق کا نعرہ لگانے والے جو ہیں اپنے گریبان میں دیکھیں اور اپنی تاریخ پر نظر رکھیں۔ ان کی تاریخ اتنی پرانی نہیں ہے جب یہ عورت کے حقوق پامال کرتے تھے، کوئی سینکڑوں سالوں کی باتیں نہیں ہیں۔ پھر اسلام پر اعتراض کہ یہ حق نہیں دیتا، اس کو ڈھٹائی کے علاوہ کیا کہا جاسکتا ہے۔

بہرحال اس سلسلہ میں اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا (النساء: 8) کہ مردوں کے لیے اس ترکہ میں سے ایک حصہ ہے جو والدین اور اقربا نے چھوڑا ہے اور عورتوں کے لیے بھی اس ترکہ میں ایک حصہ ہے جو والدین اور اقربا نے چھوڑا۔ خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ یہ ایک فرض کیا گیا حصہ ہے۔

پس یہ ہے اسلام کی تعلیم۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اور بہت سے حق قائم فرمائے ہیں عورت اور مرد کے جو حق قائم فرمائے ہیں۔

مرد کو اگر قوام بنا کر اس کی جسمانی ساخت کو مضبوط بنایا ہے تو اسے یہ بھی کہا ہے کہ گھر کا خرچ چلانا اور بیوی بچوں پر خرچ کرنا تمہاری ذمہ داری ہے اور عورت کو کہا کہ جب تمہارے حق ادا کر رہا ہے تو تمہارا بھی فرض ہے کہ اس کا حق ادا کرو۔ گھر کے ماحول کو خوشگوار بناؤ خاوند کے گھر سے باہر جانے کی صورت میں اس کے گھر جائیداد بچوں اور اپنی عصمت و عزت کی حفاظت بھی تمہارا فرض ہے۔ پس دونوں کو حکم ہے کہ ایک دوسرے کے حق ادا کرو۔

پھر صرف یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ مرد اور عورت کو کہتا ہے کہ تم ایک دوسرے کے حق ادا کرو بلکہ اللہ تعالیٰ مرد اور عورت دونوں کو برابری کی سطح پر رکھ کے ان کی خصوصیات بیان کر کے فرماتا ہے کہ اگر تم یہ یہ کرنے والے مرد اور عمل کرنے والی عورتیں ہو تو تم اس بات کے حقدار ہو کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں نوازے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے مرد اور عورت دونوں کو اس بات کی ضمانت دی کہ اللہ نہ صرف تمہیں بخش دے گا بلکہ اجرِ عظیم بھی عطا فرمائے گا۔ گویا اللہ تعالیٰ خود بھی ان کا حق ان کو دے رہا ہے۔ گو کہ بندے کا کیا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حق کا مطالبہ کرے لیکن اللہ تعالیٰ کا سلوک ایسا ہے کہ لگتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نیک کاموں کی وجہ سے بندے کا حق ادا کر رہا ہے۔

بہرحال میں وہ آیت بھی پیش کرتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور مومن عورتوں کی خصوصیات بیان کر کے پھر ان سے اپنی نوازش کا وعدہ فرماتا ہے۔ فرماتا ہے: اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (الاحزاب: 36) یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کیے ہوئے ہیں۔

پس یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم، یہ ہے اسلام کی خوبصورتی کہ نہ صرف مرد اور عورت دونوں کو تلقین فرما رہا ہے کہ ایک دوسرے کا حق ادا کرو بلکہ خود اللہ تعالیٰ ان مردوں اور عورتوں کو ان کا حق دینے کا وعدہ فرما رہا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو بجا لانے اور معاشرے کے حق ادا کرنے اپنی پاکیزگی کو قائم رکھنے اور عبادت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ اور پھر اس آیت سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کس طرح عورت اور مرد کو بھی برابری کا مقام دیتا ہے، ہر عمل، ہر نیکی کا اجر اگر مرد کو ملے گا تو عورت کو بھی ملے گا۔

اسلام پر اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ اسلام مرد اور عورت میں امتیاز کرتا ہے، فرق کرتا ہے تو وہاں جہاں جسمانی ساخت اور گھریلو فرائض کا تعلق ہے اور ایک حسین معاشرہ قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عورت اور مرد اپنے اپنے فرائض کو سمجھیں اور ادا کریں تاکہ گھر جنت نظیر بنے۔ ان اعتراض کرنے والوں کی جو اکثریت ہے ان کے گھر اس لیے بے اعتمادی اور فساد کی جگہ بنے ہوئے ہیں کہ اپنے فرائض کو بھول گئے ہیں۔ ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے اور نتیجۃً بچوں کی تربیت پر بھی اثر پڑ رہا ہے۔ پس اگر ہم احمدی یہ حق ادا کرنے کی مثالیں قائم کرنے والے بن جائیں گے تو ایک حسین معاشرے کا نمونہ بن سکتے ہیں۔

اب مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اقوال و احادیث بھی پیش کرتا ہوں جن میں آپؐ نے مختلف حوالوں سے عورتوں اور مردوں کے حق قائم فرما کر ہدایات فرمائی ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کے نام کے ساتھ نکلو اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے دین پر نکلو اور کسی ضعیف العمر کو قتل نہ کرنا اور نہ کسی بچے کو اور نہ کسی چھوٹے کو اور نہ کسی عورت کو اور نہ تم خیانت کرنا اور اپنے مالِ غنیمت اکٹھے رکھنا اور اپنے احوال کی اصلاح کرنا اور حسنِ معاملگی سے پیش آنا کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد باب فی دعاء المشرکین حدیث 2614)

جنگوں کے حالات میں، لڑائی کی حالت میں انسان بعض باتوں کا خیال نہیں رکھتا لیکن یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کے حقوق قائم کرنے کی ان کی حفاظت کرنے کا ایک ضابطہ عطا فرمایا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عائذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی دستہ روانہ فرماتے تو یہ فرمایا کرتے کہ لوگوں کے ساتھ الفت پیدا کرو اور ان پر اس وقت تک حملہ نہ کرو جب تک ان کو دعوت نہ دے دو اس لیے کہ مجھے تم تمام اہل زمین کا خواہ وہ گھر میں رہنے والا ہو یا خیمہ میں ان کا مسلمان ہو کر آنا اس بات کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے کہ تم ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لاؤ اور مردوں کو قتل کر دو۔ (کنز العمال جلد 4 کتاب الجہاد صفحہ 469 حدیث نمبر 11396 باب فی فضلہ والحث علیہ مؤسسۃ الرسالۃ 1981ء)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بھول کر روزے میں کھا پی لے (اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا) وہ اپنا روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا پلایا ہے۔ یعنی اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔ (بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل اوشرب)

طالب دعا : سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افطاری کھجور سے کرو اور اگر کھجور کسی کو میسّر نہ ہو تو سادہ پانی سے کرو۔ اسی طرح فرمایا کہ کسی غریب کی مدد کرنا تو صرف صدقہ ہے لیکن اپنے کسی غریب عزیز کی مدد کرنا دُہرا ثواب ہے۔ یہ صدقہ بھی ہے اور صِلہ رحمی بھی۔ (ترمذی کتاب الزکوٰۃ باب فی الصدقۃ علی ذی القرابۃ)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

اسلام پر الزام ہے کہ ظلم کرتے ہیں۔ یہ تو ظلم کی روک کے لیے اسلام کھڑا ہے۔

پھر گھریلو زندگی کے امن و سکون کو قائم رکھنے اور بیویوں کے ساتھ حسن معاشرت کرنے اور ان کا حق ادا کرنے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہترین ہے اور مَیں اپنے اہل کے لیے تم سب سے بہترین ہوں۔

(سنن الترمذی ابواب المناقب باب فی فضل ازواج النبی حدیث 3895)

پھر عورت کی عزت کو قائم کرنے اور اس کے وجود کا حق قائم کرنے کے لیے آپ نے اپنے ماننے والوں کو فرمایا کہ حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ، وَالطِّيبُ، وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ کہ حضرت انسؓ کی روایت ہے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اور خوشبو میرے لیے محبوب بنا دی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

(سنن النسائی تاب عشرۃ النساء باب حب النساء حدیث 3392)

پس یہ نمونہ ہے آپؐ کے ماننے والوں کے لیے جس پر ہمیں غور اور عمل کرنا چاہیے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عورتوں کے حقوق کے بارے میں بتاتے ہیں: ”فحشا کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں۔ ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔“ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 1)

پھر ایک جگہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں۔ چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔“ فرمایا کہ ”انسان کے اخلاقِ فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔“ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے اچھا ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 417-418)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک اَور جگہ فرمایا کہ ”قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر مرد اپنی عورت کو مروت اور احسان کی رو سے ایک پہاڑ سونے کا بھی دے تو طلاق کی حالت میں واپس نہ لے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلام میں عورتوں کی کس قدر عزت کی گئی ہے۔ ایک طور سے تو مردوں کو عورتوں کا نوکر ٹھہرایا گیا ہے اور بہرحال مردوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ یعنی تم اپنی عورتوں سے ایسے حسن سلوک سے معاشرت کرو کہ ہر ایک عقلمند معلوم کر سکے کہ تم اپنی بیوی سے احسان اور مروت سے پیش آتے ہو۔

علاوہ اِس کے شریعت اسلام نے صرف مرد کے ہاتھ میں ہی یہ اختیار نہیں رکھا کہ جب کوئی خرابی دیکھے یا ناموافقت پاوے تو عورت کو طلاق دے دے بلکہ عورت کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ وہ بذریعہ حاکم وقت کے طلاق لے لے۔ اور جب عورت بذریعہ حاکم کے طلاق لیتی ہے تو اسلامی اصطلاح میں اس کا نام خلع ہے۔ جب عورت مرد کو ظالم پاوے یا وہ اس کو ناحق مارتا ہو یا اور طرح سے ناقابلِ برداشت بدسلوکی کرتا ہو یا کسی اور وجہ سے ناموافقت ہو یا وہ مرد دراصل نامرد ہو یا تبدیل مذہب کرے یا ایسا ہی کوئی اَور سبب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے عورت کو اس کے گھر میں آباد رہنا ناگوار ہو تو ان تمام حالتوں میں عورت یا اس کے کسی ولی کو چاہئے کہ حاکم وقت کے پاس یہ شکایت کرے اور حاکم وقت پر یہ لازم ہوگا کہ اگر عورت کی شکایت واقعی درست سمجھے تو اس عورت کو اس مرد سے اپنے حکم سے علیحدہ کر دے اور نکاح کو توڑ دے لیکن اس حالت میں اس مرد کو بھی عدالت میں بلانا ضروری ہوگا کہ کیوں نہ اس کی عورت کو اس سے علیحدہ کیا جائے۔“ (چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 288-289)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: ”ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گناہ گار ہوں گے۔“ یہ مرد کا فرض ہے، عورت کا حق ہے اس کو سکھایا جائے اور عورت کا یہ حق ہے کہ اس کا خاوند اور مرد اپنا حق ادا کرنے والا ہو۔ فرمایا کہ ”اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہو کر بتلا سکتی ہے کہ تجھ میں فلاں فلاں عیب ہیں تو پھر عورت خدا سے کیا ڈرے گی۔ جب تقویٰ نہ ہو تو ایسی حالت میں اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے۔ اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو پھر اولاد خراب ہوتی ہے۔ اس لیے چاہئے کہ سب توبہ کریں اور عورتوں کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاویں۔ عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے۔ وہ اپنی بدیاں اس سے پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ نیز عورتیں چھپی ہوئی دانا ہوتی ہیں یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ احمق ہیں وہ اندر ہی اندر تمہارے سب اثروں کو حاصل کرتی ہیں۔ جب خاوند سیدھے رستہ پر ہوگا تو وہ اس سے بھی ڈرے گی اور خدا سے بھی۔“ پس یہ نمونے قائم کرنا مردوں کا کام ہے۔

پھر فرمایا کہ ”......سب انبیاء اولیاء کی عورتیں نیک تھیں اس لئے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تھے۔ جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہیں تو ان کی عورتیں بھی ویسے ہی ہوتی ہیں۔ ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ میں تہجد پڑھوں۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے؟“ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ اگر خاوند میں برائیاں ہیں تو عورت میں بھی وہی برائیاں پیدا ہوں گی۔ فرمایا کہ ”اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ اسی لیے کہا ہے کہ عورتیں خاوندوں سے متاثر ہوتی ہیں۔ جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقویٰ بڑھاوے گا کچھ حصہ اس سے عورتیں ضرور لیں گی۔ ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لیں گی۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 217-218)

اب اس کی تشریح بعض لوگ اپنی خودغرضی کے لیے یہ کر لیتے ہیں کہ ہم قوام ہیں اس لیے ہم جو چاہیں کہیں جو چاہیں کریں ہمارا کہنا ماننا ضروری ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے پہلے اپنے نمونے دکھانا ضروری ہے اور مرد نمونے دکھائیں گے تو پھر عورتیں مانیں گی تب یہ ایک دوسرے کے حق ادا ہوں گے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”عورتوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے جب موسم متعفن ہوتا ہے تو ان کو اسی چار دیواری کے حبس میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ لوگ اگرچہ ملامت کرتے ہیں اور برا جانتے ہیں لیکن جبکہ ایک امر خدا تعالیٰ کی رضا کے برخلاف نہیں ہے تو ہمیں اس کے بجا لانے میں کیا تامل ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے مرد و عورت میں مساوات رکھی ہے تو اسی خیال سے کہ کہیں ان کو حبس میں رکھنا معصیت کا موجب نہ ہو۔ میں گاہے گاہے اپنے گھر سے چند دوسری عورتوں کے ساتھ باغ میں سیر کے لیے لے جایا کرتا تھا اور اب بھی ارادہ ہے کہ لے جایا کروں۔“

آپؑ نے فرمایا کہ موسم گرم ہوتا ہے، حبس ہوتا ہے لیکن عورتوں کو گھروں میں بند کیا ہوا ہے۔ ہمارے بعض ایشین ملکوں میں یہی رواج ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ لوگ کہتے ہیں جی عورتیں باہر نکل گئیں ان کی، شریف خاندانوں کی عورتیں کیوں باہر نکلیں۔ عورتوں کا باہر نکلنا منع نہیں۔ ہاں پردے کی پابندی ضروری ہے۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ”یورپ کے اعتراض پردہ پر بے حیائی کے ہیں اور ان میں تفریط ہے اور مسلمانوں میں افراط ہے کہ گھروں کو عورتوں کے لیے بالکل حبس بنا دیا ہے۔“ اگر اعتراض ہیں حیا نہیں ہے وہ بھی غلط اعتراضات ہیں لیکن اگر مسلمانوں کے بعضوں کے عمل ہیں تو وہ بھی غلط ہیں کہ بالکل گھر میں بند کر دینا۔ آپؑ فرماتے ہیں ”پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کو باہر اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے، جنگوں میں بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ جو پردہ کہ سمجھا گیا ہے وہ غلط ہے، قرآن شریف نے جو پردہ بتلایا ہے وہ ٹھیک ہے۔“ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 321-322 حاشیہ)

جتنے حوالے مَیں نے پیش کیے ہیں ان میں سے اکثریت میں عورتوں کے حقوق کی ہی بات ہوتی ہے۔ مردوں کے حقوق اس طرح علیحدہ بیان نہیں ہوئے۔ ہوئے بھی ہیں تو بہت کم ہیں اس لیے کہ ہر معاشرے میں مرد کی برتری نظر آتی ہے اور مرد اپنے حقوق لے لیتا ہے۔ اسلام نے تو مردوں کو یہ کہا ہے کہ تم بعض دفعہ جائز ناجائز طریق سے اپنے حق لے لیتے ہو بلکہ بعض اوقات حق نہیں بھی بنتے تو پھر بھی حق لے لیا جاتا ہے خاص طور پر کم ترقی یافتہ ممالک میں وہاں کے لوگوں میں یا کم پڑھے لکھے لوگوں میں تو عورتوں کے حق بہت مارے جاتے ہیں اور مسلمانوں کی اکثریت فی زمانہ انہی ملکوں میں ہے جو کم ترقی یافتہ ہیں اور کم پڑھے لکھے ہیں اور وہاں اسی لیے عورتوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا ہے، ان کو حق نہیں دیا جاتا۔ اپنے حق کی مرد بات کرتا ہے۔

عورت سے اگر حق لینا ہے تو پھر حق دینا بھی ہوگا اور یہ اسلام کی تعلیم ہے۔

بہرحال اس عمومی حالت کے پیش نظر اسلام نے عورتوں کے حقوق دلوانے کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ پھر بھی اسلام پر یہ اعتراض ہے کہ اسلام عورتوں کو حق نہیں دلواتا بلکہ شاید یہ باتیں سن کر اب مرد یہ بھی کہیں کہ ہمارے حق تو کوئی قائم نہیں ہوئے عورتوں کے حقوق قائم کیے جا رہے ہیں عموماً مرد جیسا کہ میں نے کہا طاقتور ہونے کے لحاظ سے اپنے حقوق لے ہی لیتے ہیں۔ آج کل جو عورت کے حقوق کے نام پر نام نہاد تنظیمیں بن گئی ہیں وہ عدالتوں کے ذریعہ یا اپنے دوسرے ذرائع سے بعض دفعہ مردوں پر زیادتی بھی کروا دیتی ہیں تو اسلام کہتا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند اور اس کے گھر اور اس کے بچوں کے حق ادا نہیں کرتی اور صرف اپنے حقوق کے لیے شور مچاتی ہے ایسی عورتیں پھر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والی بنتی ہیں۔ پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مومن مرد اور مومن عورت ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والے ہوں گے تو پھر ہی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنے والے ہوں گے اور کسی کو بھی بلا وجہ اپنے حقوق کے لیے کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ پس یہ سوچ ہونی چاہیے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے ہیں۔ اور اس کے لیے کسی دوسرے کے پاس نہیں جانا بلکہ ہم نے اگر جانا ہے تو پھر اللہ اور رسول کے پاس جانا ہے، وہاں دیکھنا ہے ہم نے شریعت کیا حکم دیتی ہے قرآن کیا حکم دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہمارے لیے کیا ہے اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں کس طرح واضح فرمایا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم عدالتوں کے دھکے کھاتے پھریں یا اِدھر اُدھر لوگوں کو بتاتے پھریں یا گھروں سے چلے جائیں۔ اب مَیں معاشرے کے ایک اور کمزور طبقے کے بارے میں بات کروں گا جس کا اسلام نے بڑی گہرائی سے حق قائم فرمایا ہے اور وہ ہے سوالی اور محروم۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک جگہ فرماتا ہے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (البقرۃ: 178) نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر اور مال دے اس کی محبت رکھتے ہوئے یعنی مالی قربانی کرے اس کی محبت رکھتے

ہوئے۔ اقربا کو دے یتیموں کو اور مسکینوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو نیز گردنوں کو آزاد کرانے کی خاطر۔ اور جو نماز قائم کرے اور زکوۃ دے اور وہ جو اپنے عہد کو پورا کرتے ہیں جب وہ عہد باندھتے ہیں اور تکلیفوں اور دکھوں کے دوران صبر کرنے والے ہیں اور جنگ کے دوران بھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے صدق اختیار کیا اور یہی ہیں جو متقی ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نیک اور مومن کی تعریف یہ فرماتا ہے کہ جو اپنے مال سے محبت کے باوجود اسے محروموں اور سائلوں اور مسکینوں پر خرچ کرتے ہیں وہ حقیقی مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ پر چلنے والے یہی لوگ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ ۫ یَحۡسَبُہُمُ الۡجَاہِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعۡرِفُہُمۡ بِسِیۡمٰہُمۡ ۚ لَا یَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ○ (البقرۃ:274) یہ خرچ ان ضرورتمندوں کی خاطر ہے جو خدا کی راہ میں محصور کر دیے گئے اور وہ زمین میں چلنے پھرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایک لاعلم ان کے سوال سے بچنے کی عادت کی وجہ سے انہیں متمول سمجھتا ہے۔ لیکن تو ان کے آثار سے ان کو پہچانتا ہے۔ وہ پیچھے پڑ کر لوگوں سے نہیں مانگتے۔ اور جو کچھ بھی تم مال میں سے خرچ کرو تو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی مختلف آیات کی تفسیر میں اس نکتہ کو بیان فرمایا ہے کہ سائل اور محروم پر مال خرچ کرنے کی وضاحت کی ہے۔ ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’نفلی صدقہ جس کی بناء رحم اور شفقت پر ہے یہ کسی مقدار معین میں فرض نہیں بلکہ ہمسایوں کی ضرورت اور دینے والے کی مالی حالت او راس کے دل کے تقویٰ پر اسے چھوڑا گیا ہے۔ صدقہ کا حکم اس شکل میں اس لیے دیا گیا ہے تا ہر شخص اپنے تقویٰ اور اپنی مالی حالت کے مطابق اسے ادا کرے چونکہ اس کی حکمت تعاون باہمی کی روح کو پیدا کرنا ہے اس لیے یہ خرچ حکومت کی وساطت سے نہیں رکھا گیا بلکہ ہر فرد کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ خود اس قسم کا خرچ کرے۔ اس کا ارشاد قرآن کریم کی اس آیت میں اجمالاً کیا گیا ہے اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّہَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَہُمۡ اَجۡرُہُمۡ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ○ (البقرۃ:275) یعنی جو لوگ اپنے مال رات اور دن خرچ کرتے ہیں اور پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور ظاہر بھی خرچ کرتے ہیں۔ وہ اپنے اجر اپنے رب کے پاس پائیں گے اور انہیں نہ آئندہ کا خوف لاحق ہوگا نہ سابق کوتاہیوں پر انہیں کوئی گھبراہٹ لاحق ہو گی۔ اس آیت کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہاں زکوۃ کا ذکر نہیں جو فرض ہے اور حکومت کو ادا کی جاتی ہے کیونکہ زکوۃ مخفی خرچ نہیں کی جاسکتی پس یہ خرچ نفلی صدقہ کا ہے جو انسان خود کرتا ہے اور حسب موقعہ کبھی مخفی کرتا ہے کبھی ظاہر۔ مخفی اس لیے تاکہ جس کی امداد کرتا ہے لوگوں میں شرمندہ نہ ہو اور ظاہر اس لیے کہ تا ان لوگوں کو بھی صدقہ کی تحریک ہو جو اس نیکی میں ابھی کمزور ہیں۔‘‘

بعض کمزور ہیں وہ مطالبے نہیں کرتے، پیچھے پڑ کر نہیں مانگتے جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا کہ خاموشی سے ان کی مدد کی جاتی ہے۔ فرمایا کہ تا ان لوگوں کو بھی صدقہ کی تحریک ہو جو اس نیکی میں ابھی کمزور ہیں ’’ورنہ اسے اپنی ذات کے لئے کسی شہرت کی تمنا نہیں ہوتی ایسے لوگوں کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ اپنے اس فعل کا بدلہ خدا سے پائیں گے ...... خرچ کے دو مواقع قرآن کریم سے معلوم ہوتے ہیں۔ نمبر ایک ان افراد پر خرچ کیا جائے جو اپنی ضرورتوں کے لیے مطالبہ کر لیتے ہیں جیسے کہ وہ غرباء جو سوال کر لیتے ہیں اور اس میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے اسلام ان پر بھی حسب موقعہ خرچ کرنے کو پسند کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وَفِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ (الذاریات: 20) مومنوں کے اموال میں سائلوں کا بھی حق ہوتا ہے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تشریح کرتے ہوئے کہ ’’یاد رہے کہ قرآنی محاورہ میں سائل سے مراد وہ عادی گداگر نہیں کہ جنہوں نے سوال کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے کیونکہ اسلام سوال کو ناپسند کرتا ہے اور ایسا گداگر اسلامی نظام کی کسی شق میں بھی نہیں آسکتا کیونکہ قرآن کریم توکّل علی اللہ پر بڑا زور دیتا ہے اور سوال کرنا توکّل کے بالکل برخلاف ہے۔ پھر قرآن کریم انسانی زندگی کو مفید طور پر خرچ کرنے پر زور دیتا ہے اور عادی سوالی اپنی زندگی کو تباہ کر رہے ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ اور حضرت عمرؓ تو اس حکم پر عمل کرانے میں اس قدر شدت سے کام لیتے تھے کہ اگر کوئی ایسا سوالی ملتا تو آپؓ اس کی مانگی ہوئی چیزوں کو پھینک دیتے تھے اور اسے محنت مزدوری کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ سوالی سے مراد وہ لوگ بھی نہیں جو معذور ہوں اور کما نہ سکیں کیونکہ ان کا بوجھ اسلام نے قوم پر تسلیم کیا ہے اور زکوۃ بھی ان لوگوں کے اخراجات کی متحمل ہے۔‘‘ معذور ہیں کام نہیں کرسکتے بوڑھے ہو گئے ان کا خرچ کرنا، ان کا سنبھالنا حکومت کا کام ہے۔ ’’پس جب ہم اسلام کے دوسرے احکامات کو ملا کر دیکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے نزدیک سوالی وہ ہے جو درحقیقت محنت اور مزدوری سے کام تو لیتا ہے لیکن مثلاً اس کا پیشہ ایسا ہے کہ اس سے کافی آمدن نہیں ہو سکتی یا یہ کہ اس کے عیال زیادہ ہیں ایسے اشخاص میں سے اگر کوئی اپنے دوستوں سے سوال کرے تو گو اسلام نے اسے پسند تو نہیں کیا لیکن اسے منع نہیں کیا کیونکہ پوری محنت کے بعد بھی اگر اسکی ضرورت پوری نہیں ہوتی ہو تو گو اس کا سوال کرنا معیوب ہو مگر اسے حرام یا ممنوع نہیں کہا جا سکتا کیونکہ آخر بھائی بھائیوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ دوسرا مصرف قرآن کریم نے ایسے صدقہ کا محروم لوگوں کا گروہ بتایا ہے‘‘

یعنی وہ لوگ جو محروم ہیں۔ ’’چنانچہ اوپر کی آیت‘‘ یعنی جو پہلے آیت پڑھی تھی الذاریات کی وہ ’’پوری‘‘ آیت ’’اس طرح ہے وَفِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ (الذاریات: 20) یعنی مومنوں کے لیے مالوں میں سائلوں کا بھی حق ہوتا ہے اور محروم لوگوں کا بھی یعنی جو باوجود غربت کے سوال نہیں کرتے اور اس طرح ان لوگوں کی توجہ میں نہیں آتے جو گہری نگاہ سے اپنے ہمسایوں کو دیکھنے کے عادی نہیں ہیں۔ ان لوگوں کا ذکر قرآن کریم کی ایک اَور آیت میں ان الفاظ میں آیا ہے لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِیۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِی الۡاَرۡضِ یَحۡسَبُہُمُ الۡجَاہِلُ اَغۡنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعۡرِفُہُمۡ بِسِیۡمٰہُمۡ ۚ لَا یَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا (البقرہ: 274) یعنی اے مومنو! جو مال تم خرچ کرو اس میں سے ان بے مایہ لوگوں کو بھی دیا کرو جو دین یا ملت کی خدمت میں لگے رہتے ہیں اور اس شغل کی وجہ سے اِدھر اُدھر پھر کر اپنی کمائی میں زیادتی نہیں کر سکتے لیکن باوجود مال کی کمی کے وہ اپنے نفس کو سوال کی دنائت سے بچاتے اور خاموش رہتے ہیں اور اس وجہ سے وہ لوگ جو غور کرنے کے عادی نہیں انہیں خوشحال سمجھ لیتے ہیں حالانکہ تو اگر دیکھے تو ان کو ان کے چہروں سے پہچان لے گا۔ وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتے۔

اس آخری فقرہ سے یہ دھوکا نہیں کھانا چاہئے کہ وہ نرمی سے مانگ لیتے ہیں کیونکہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ وہ سوال کرتے ہی نہیں پس چمٹ کر نہیں مانگتے سے یہ مراد ہے کہ وہ اپنی غربت کو چھپانے کے لئے امراء کا سایہ بننے سے بھی گریز کرتے ہیں اور اس طرح سوال مجسم ہو کر انسان لوگوں سے جو فائدہ اٹھا سکتا ہے اس سے بھی محروم رہتے ہیں ایسے لوگوں پر خرچ کرنے پر قرآن کریم نے خاص زور دیا ہے۔‘‘ یہ ان کا حق ہے اس کو ادا کرو۔ دیکھو غور کرو کون کون غریب ہے۔ تلاش کرو پھر ان کے حق ان کو دو۔ ان کی ضروریات کا خیال رکھو۔

’’محروم کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ سوال کر ہی نہ سکتے ہوں۔ سو ان معنوں کے رو سے اس میں وہ لوگ شامل ہوں گے جو مثلاً گونگے بہرے ہیں یا پردہ دار عورتیں ہیں یا چھوٹے بچے ہیں یا پھر جانور ہیں کہ زبان ان کو قدرت نے عطا ہی نہیں کی ان سب پر خرچ کرنا بھی صدقہ کی اقسام میں شامل ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 126 تا 128) اور تقویٰ پر چلنے والے یہی لوگ ہیں جو یہ حق ادا کرتے ہیں۔

سوال کرنے والے کو کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق دیتے تھے، اس بارے میں روایت ہے: ابو بردہ بن ابی موسیٰ اپنے باپ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب سائل آتا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ضرورت پیش کی جاتی تو آپؐ لوگوں سے فرماتے تم بھی سفارش کرو تمہیں ثواب ملے گا اور اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جتنی چاہے گا حاجت پوری کر دے گا۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب التحریض علی الصدقۃ والشفاعۃ فیھا حدیث 1432)

صرف سوالی کا حق ہی قائم نہیں فرمایا بلکہ اس کی ضرورت پوری کرنے کی سفارش کرنے والے کو بھی ثواب پہنچنے کی بشارت دی۔ یہ توجہ دلائی کہ تم بھی اس طرف خود توجہ دیا کرو۔ اگر اپنے پاس وسائل نہیں تو جہاں سے تم سمجھتے ہو تمہیں مدد مل سکتی ہے دلوایا کرو اگر اس کا حق ہے۔

عام سوالی اور محروم کی ضرورت کے لیے تو آپ کی یہ نصیحت ہے کہ اس کا حق ادا کرواؤ لیکن ساتھ ہی امّت کے افراد کو محنت کی اور غیرت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی سے نہ مانگو، مانگنا اچھی بات نہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ اونچا ہاتھ تو وہی ہے جو خرچ کر رہا ہو اور نیچا ہاتھ وہ ہے جو سوال کر رہا ہو۔

(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب لا صدقۃ الا عن ظھر غنی حدیث 1429)

پس سوال کرنے سے بھی آپؐ نے منع فرمایا۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مَیں تمہیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو اللہ کے نزدیک سب سے بہتر ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا جو شخص اپنے گھوڑے کو لیے ہوئے اللہ کی راہ میں جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے یا قتل ہو جائے یعنی جہاد کے لیے نکلتا ہو۔ آپؐ نے پہلے تو یہ فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو اللہ کے لیے سب سے بہتر ہے پھر اس کے بارے میں یہ بتایا جو جہاد کے لیے نکلتا ہے پھر فرمایا اب مَیں اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کے قریب ہے، جہاد کرنے والے کے قریب کون ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ بتائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے جدا ہو کر ایک گھاٹی میں چلا جائے وہ وہاں نماز قائم کرے اور زکوۃ ادا کرے یعنی خاموشی سے چھپ کے اپنی عبادتیں کرے اور مالی قربانیاں بھی کرے تو خاموشی سے کرے اس کا بھی بڑا اجر ہے اور لوگوں کی برائیوں سے دور رہے۔ بلا وجہ کی

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

مجلسوں میں غلط قسم کی مجلسوں میں غلط قسم کے پروگراموں سے محفوظ رہے۔ آج کل تو بے شمار ایسے پروگرام ہیں جو دن رات ٹی وی پہ اور انٹرنیٹ پہ اور کمپیوٹر پہ آتے رہتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر بعض دفعہ انسان برائیوں میں مبتلا ہو رہا ہوتا ہے بلکہ اکثر دفعہ خاص طور پہ نوجوان۔ تو فرمایا ان چیزوں سے دُور رہو، عبادتوں کی طرف توجہ کرو، مالی قربانیاں کرو، یہ بھی جہاد کرنے والے کے قریب مقام ملنے والی بات ہے۔ پھر فرمایا مَیں تم کو اس شخص کے بارے میں نہ بتاؤں جو سب سے بدتر ہے۔ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ!۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ شخص جس سے اللہ کے نام پر مانگا جائے اور وہ نہ دے۔

(سنن نسائی کتاب الزکاۃ باب من یسال باللہ عزوجل ولا یعطی بہ حدیث 2570)

ایک سوالی آیا، اللہ کے نام پہ سوال کر رہا ہے اگر اس کی حاجت پوری نہیں کرتے یا نہیں کر سکتے اور جھڑک دیتے ہو تو وہ بدتر انسان ہے۔

ابو ولید مکی کی روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لنگڑا آدمی اونٹنی کو پکڑے ہوئے آیا، وہ بھی لنگڑی ہو گئی تھی اس نے چند اشعار کہے جس میں آپؓ کی تعریف کی گئی تھی۔ آپؓ نے اس پر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا۔ کسی قسم کی تعریف تھی بہر حال پھر اسی شخص نے اپنی اونٹنی کے لنگڑا ہونے کی شکایت کی۔ حضرت عمرؓ نے وہ اونٹنی اس سے لے لی اور اس کے بدلے میں ایک سرخ اونٹ پر اس کو سوار کرا دیا، ایک اچھا خوبصورت بڑا مہنگا قیمتی قسم کا اونٹ اس کو دے دیا اور اس کے ساتھ اسے زادِ راہ بھی فراہم کر دیا۔ ساتھ سفر کا خرچ بھی دے دیا۔

(تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 576 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر حضرت عمرؓ کے بارے میں ہی ایک اَور روایت ہے۔ حضرت عمرؓ کا گزر ایک ایسے دروازے سے ہوا جہاں ایک بوڑھا سوالی جس کی نظر زائل ہو چکی تھی بھیک مانگ رہا تھا۔ آپؓ نے پیچھے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ تم کون سے اہل کتاب ہو؟ تو اس نے عرض کیا یہودی ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے یعنی بھیک مانگنے پر مجبور کیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا مَیں جزیہ، حاجت مندی اور بڑھاپے کی وجہ سے بھیک مانگ رہا ہوں۔ ایک تو جزیہ دینا پڑتا ہے پھر مجھے ضرورت بھی ہے کام کوئی نہیں، بڑھاپے کی وجہ سے کام کر نہیں سکتا اس لیے بھیک مانگ رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے گھر لے گئے اور گھر سے کچھ چیزیں بطور عطیہ اسے عطا کیں۔ ایک سوالی بھکاری ہے جو بھیک مانگ رہا ہے لیکن کیونکہ آپؓ نے دیکھا کہ یہ تو اس کا حق تھا جو اس کو حکومت کی طرف سے ملنا چاہیے تھا تو اس کا حق دلانے کے لیے آپؓ اس کا ہاتھ پکڑ کے لے گئے۔ گھر سے کچھ چیزیں بطور عطیہ کے دیں۔ پھر آپؓ نے بیت المال کے خادم کو بلایا جو بیت المال کا نگران تھا اس کو بلایا اور اس سے کہا کہ اس کا اور اس جیسے دوسرے افراد کا خیال رکھو۔ آپؓ نے ذاتی طور پر جو مدد کرنی تھی کر دی پھر آپؓ نے بیت المال سے بھی اس کی مدد کروانے کے لیے ہدایت فرمائی کیونکہ فرمایا کہ یہ بات غیر منصفانہ ہے کہ جوانی میں ہم ان سے جزیہ لے کر کھائیں پھر بڑھاپے میں ان کو بے سہارا چھوڑ دیں۔ اب بوڑھا ہو گیا ہے کام نہیں کر سکتا تو بے سہارا تو نہیں چھوڑنا۔ ان کا حق ہے کہ ان کے خرچ پورے کیے جائیں۔ فرمایا اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰکِیْنِ اس میں فقرا سے مراد مسلمان ہیں اور مساکین سے مراد یہ اہل کتاب ہیں۔ آپؓ نے اس سے اور اس جیسے دوسرے افراد کا جزیہ بھی معاف کر دیا۔

(کتاب الخراج از قاضی ابو یوسف صفحہ 136)

روایات میں آتا ہے عام لوگوں کی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے حضرت عمرؓ نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو مال مانگنا چاہے وہ میرے پاس آئے کیونکہ اللہ نے مجھے ان کے مال کا تقسیم کنندہ اور خزانچی بنایا ہے۔

(المصنف ابن ابی شیبہ جزء 11 صفحہ 323 کتاب السیر باب ما قالوا فیمن یبدأ فی الاعطیۃ حدیث 33440 مکتبۃ الرشد ناشرون الریاض 2004ء)

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے مانگنے والے سائل کا تھیلا بھی آپؓ نے جانوروں کو ڈلوا دیا، بعض دفعہ ایسے مانگنے والوں کو الٹا دیا کرتے تھے وہ اس لیے کہ اس کو مانگنے کی عادت تھی اور وہ صرف مال جمع کرنا چاہتا تھا۔ تھیلے میں سب کچھ بھرا ہوا تھا کھانے کو آٹا روٹی سب کچھ اور پھر بھی مانگ رہا تھا لیکن عام طور پر سائل اور محروم کو آپ نے ہمیشہ اس کا حق دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ سائل کو دیکھ کے چڑ جاتے ہیں اور کچھ مولویت کی رگ ہو تو اس کو بجائے کچھ دینے کے سوال کے مسائل سمجھانا شروع کر دیتے ہیں۔‘‘ کہ تمہیں پتہ نہیں کہ مانگنا کتنا جرم ہے کیا ہے کیا نہیں ’’اور اس پر اپنی مولویت کا رعب بٹھا کر بعض اوقات سخت سست بھی کہہ بیٹھتے ہیں افسوس ان لوگوں کو عقل نہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے جو ایک نیک دل اور سلیم الفطرت انسان کو ملتا ہے۔ اتنا نہیں سوچتے کہ سائل اگر باوجود صحت کے سوال کرتا ہے تو وہ خود گناہ کرتا ہے۔ اس کو کچھ دینے میں تو گناہ لازم نہیں آتا۔‘‘ اگر مانگ رہا ہے اچھا بھلا صحت ہونے کے باوجود کام نہیں کر رہا اور مانگنے کی عادت ہے تو اسکو دو۔ دینے کے بعد سمجھا بھی دو بے شک لیکن دو صحیح اس کو پہلے، تو گناہ اس کا اس پہ ہے لیکن تم اگر کچھ دے دو گے تمہیں تو کوئی گناہ نہیں ہوگا ’’بلکہ حدیث شریف میں لَوْ اَتَاکَ رَاکِبًا کے الفاظ آئے ہیں یعنی خواہ سائل سوار ہو کر بھی آوے تو بھی کچھ دے دینا چاہئے اور قرآن شریف میں وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ کا ارشاد آیا ہے کہ سائل کو مت جھڑک۔ اس میں یہ کوئی صراحت نہیں کی گئی کہ فلاں قسم کے سائل کو مت جھڑک اور فلاں قسم کے سائل کو جھڑک۔ پس یاد رکھو کہ سائل کو نہ جھڑکو کیونکہ اس سے ایک قسم کی بداخلاقی کا بیج بویا جاتا ہے۔ اخلاق یہی چاہتا ہے کہ سائل پر جلد ہی ناراض نہ ہو یہ شیطان کی خواہش ہے کہ وہ اس طریق سے تم کو نیکی سے محروم رکھے اور بدی کا وارث بنا دے۔

غور کرو کہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح پر ایک بدی دوسری بدی کا موجب ہو جاتی ہے۔ جیسے ایک چیز دوسری کو جذب کرتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے یہ تجاذب کا مسئلہ ہر فعل میں رکھا ہوا ہے۔‘‘ اس طرح ایک دوسرے کو جذب کرنے کا مسئلہ رکھا ہوا ہے۔ ’’پس جب سائل سے نرمی کے ساتھ پیش آئے گا اور اس طرح پر اخلاقی صدقہ دے دے گا تو قبض دور ہو کر دوسری نیکی بھی کر لے گا اور اس کو کچھ دے بھی دے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 75-76)

جو نیکی کرنے کی بعض دفعہ روکیں پیدا ہو جاتی ہیں دل نہیں چاہتا بعض دفعہ شیطان ورغلاتا ہے۔ اگر ایک نیکی کرو گے تو ایک نیکی سے دوسری نیکی کی طرف توجہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود کس طرح سائل کے ساتھ سلوک فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی کی بیوی نے ان کو بتایا کہ ماسٹر صاحب بھی مجھے کبھی کبھی حضور کی باتیں سناتے تھے۔ ایک واقعہ سنایا کہ چٹھی رساں آیا، ڈاکیا ڈاک لے کے آیا اور خط لایا تو حضور کے پاس چائے رکھی تھی اور کسی آدمی نے مانگی۔ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، چائے رکھی تھی مانگی۔ حضور نے اس کو آنجلہ بھر کے دے دی یعنی چائے کی پتی پڑی تھی یہ ہندی لفظ ہے آنجلہ کہ چُلّو بھر کے، ایک مٹھی بھر کے دے دی۔ چائے کی پتی اسے دے دی ہوگی۔ تو ڈاکیا نے کہا حضور چائے کی مجھے بھی عادت ہے۔ اس کو دیکھ کر اس کا بھی دل چاہا کہ چائے کی پتی لے جائے۔ حضور نے اس کو بھی دے دی۔ پھر جب چائے کی پتی لے لی تو وہ کہنے لگا حضور دودھ اور میٹھا کہاں سے لوں گا تو آپ نے اس کو ایک روپیہ بھی دیا۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 318) کہ چلو جا کے چائے بنا کے پی لو۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک اور روایت انہی ماسٹر احمد حسین صاحب کی اہلیہ کے حوالے سے ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے ماسٹر صاحب نے سنایا کہ سردی کا موسم تھا ڈاکیا خط لایا اور کہنے لگا کہ حضور مجھے سردی لگی ہے آپ مجھے اپنا کوٹ دے دیں تو حضور اسی وقت اندر گئے اور دو گرم کوٹ لے کر آ گئے۔ کہنے لگے اس میں سے جو پسند ہو لے لو۔ اس نے کہا مجھے دونوں پسند ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا اچھا چلو دونوں لے جاؤ۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 318-319)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ہی ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں جو صفیہ بیگم بنت مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی نے بتایا۔ ان کو تحریر لکھ کے بھیجی تھی۔ لکھا کہ ’’ایک دفعہ ایک سوالی دریچے کے نیچے کُرتا مانگتا تھا۔‘‘ حضرت صاحب سے آپ کی قمیض مانگی۔ ’’حضرت صاحب نے اپنا کرتہ اتار کر دریچہ سے فقیر کو دے دیا۔ والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اللہ اللہ کیسی فیاضی فرما رہے ہیں۔‘‘

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 311)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بھی روایت بیان کرتے ہیں کہ ’’ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعودؑ چہل قدمی سے واپس آ کر اپنے مکان میں داخل ہو رہے تھے کسی سائل نے دُور سے سوال کیا مگر اس وقت ملنے والوں کی آوازوں میں اس سائل کی آواز گم ہو کر رہ گئی اور حضرت مسیح موعودؑ اندر چلے گئے مگر تھوڑی دیر کے بعد جب لوگوں کی آوازوں سے دُور ہو جانے کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے کانوں میں اس سائل کی دکھ بھری آواز گونج اٹھی تو آپؑ نے باہر آ کر پوچھا کہ ایک سائل نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو اسی وقت یہاں سے چلا گیا تھا اس کے بعد آپؑ اندرونِ خانہ تشریف لے گئے مگر دل بے چین تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر اسی سائل کی پھر آواز آئی اور آپؑ لپک کر باہر آئے اور اس کے ہاتھ پر کچھ رقم رکھ دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری طبیعت اس سائل کی وجہ سے بے چین تھی اور مَیں نے دعا بھی کی تھی کہ خدا اسے واپس لائے۔‘‘

(سیرتِ طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 65)

یہ تھے آپؑ کے نمونے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ الذاریات آیت بیس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ’’مساکین اور ابن السبیل کا بھی اللہ تعالیٰ نے حق قرار دیا ہے...... کھول کر بھی بتایا ہے وَ فِیْٓ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ (الذاریات: 20) کہ انسان کے اموال میں سائل وغیرہ کا بھی حق ہوتا ہے۔ مساکین کا حق قرار دینے کی ایک تو یہ وجہ ہے کہ دنیا میں امیر غریب بدلتے رہتے ہیں۔ جو آج غریب ہیں کبھی امیر تھے اور جو آج امیر ہیں کبھی غریب تھے اور اس وقت کے امیروں نے ان سے حسن سلوک کیا تھا۔ پس ساری دنیا کو اگر مجموعی نگاہ سے دیکھا جائے تو کسی کا مال اس کا خالص مال نہیں بلکہ اس میں دوسروں کے حقوق شامل ہیں۔ دوسری وجہ اس کی یہ ہے کہ دنیا کی سب اشیاء اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لئے بحیثیت جماعت پیدا کی ہیں نہ کہ زید یا بکر کے لیے۔ پس اگر زید اور بکر کسی وجہ سے زیادہ مالدار ہو گئے ہوں تو اس سے ان باقی لوگوں کا حق باطل نہیں ہو جاتا جو دنیا کی چیزوں کی ملکیت میں زید اور بکر کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ بے شک بوجہ خاص محنت کے زید یا بکر کا زائد حق اسلام تسلیم کرتا ہے لیکن ان کو مالک بلا شرکت غیر نہیں تسلیم کرتا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 323)

پھر ایک جگہ ایک آیت کی تشریح میں آپؓ فرماتے ہیں: ’’وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْھُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ تَرْجُوْھَا فَقُلْ لَّھُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ...... اس آیت کے دو معنی ہیں کہ جب تم اقرباء مساکین وغیرہ سے اعراض کرو یعنی ان کی مدد نہ کر سکو۔ تو اس بات کی ضرور نیت کر لو کہ جب اللہ تعالیٰ دے گا تو ضرور دوں گا اور ساتھ ہی تم ان کو یہ بات نرمی سے سمجھا دو کہ توفیق ملنے پر تمہاری ضرور مدد کروں گا۔ دوسرے معنی یہ ہیں اگر اللہ تعالیٰ کے فضل کی امید میں یعنی یہ خیال کرتے ہوئے کہ میرا دینا ان کی دینی

یا اخلاقی حالت بگاڑ دے گا غرباء کی مدد سے اعراض کرے تو تُو ان کو نرمی سے سمجھا دے گویا اعراض اِبۡتِغَاءَ رَحۡمَۃٍ ہونا چاہئے نہ کہ بخل کی وجہ سے۔ مثلاً کوئی ہٹا کٹا آدمی سوال کرے اور جس سے سوال کیا جائے وہ اس نیت سے اس کے سوال کو پورا نہ کرے کہ قوم میں سوال کی عادت نہ پیدا ہوجائے تو یہ جائز ہے مگر اس انکار کا باعث بخل اور کنجوسی نہ ہو۔ اسی طرح مثلاً سائل مسرف ہو‘‘ (خرچ کرنے والا ہو) ’’یا نشہ شراب افیون کی بدعادت میں مبتلا ہو اس کی مالی مدد سے اگر یہ اس وجہ سے باز رہتا ہے‘‘ کوئی دینے والا اس کو نہیں دیتا ’’کہ میں نے اس کی امداد کی تو اس کی صحت خراب ہوگی ملک میں بدی ترقی کرے گی اور نہ دینے سے اس کی نشہ کی عادت چھوٹے گی اور ملک کو بھی فائدہ پہنچے گا تو یہ شخص گناہ گار نہ ہوگا بلکہ نیکی کا مرتکب۔ حدیث میں آتا ہے بعض ایسے سائلوں کے آنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہتے یا انہیں سمجھا دیتے تھے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 324-325)

پس اصل چیز یہ ہے کہ سائل کا حق، اگر حق بنتا ہے تو اس کو دو لیکن یہ بھی دیکھ لو کہ وہ خرچ صحیح جگہ کر رہا ہے کہ نہیں کر رہا۔

یہ دو طبقوں کے حقوق ہیں جو میں نے آج بیان کیے ہیں۔ جہاں یہ باتیں ہماری علمی حالت بڑھانے والی ہوں وہاں عملی حالت کو بھی بہتر کرنے والی ہوں اور ہم ان حقوق کو ادا کرنے والے بھی بنیں۔ معاشرے کی بنیادی اکائی جو گھر ہے اس کا بھی حق ادا کرنے والے بنیں، میاں بیوی اور بچے جو ہیں اگر ہم ان کا حق ادا کرنے والے بنیں گے تو معاشرہ پُرامن رہے گا اور نہ صرف پُرامن رہے گا بلکہ گھریلو فضا پُرامن رہنے سے ایک مثالی معاشرے کی مثالیں ہم قائم کرنے والے بن جائیں گے۔

دنیا جو ہے وہ اپنے دنیاوی قانون وضع کرنے کے بجائے جب ہمارے نمونوں کو دیکھے گی تو ان اپنے دنیاوی قانونوں کے متعلق سوچنے کی بجائے اور وضع کرنے کی بجائے اسلام کی تعلیم کو دیکھنے کی کوشش کرے گی۔ اسی طرح معاشرے میں امن قائم کرنے اور آپس میں محبت اور بھائی چارے کو قائم کرنے کے لیے سائل اور محروم کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ دنیا والے اپنے مفادات کے لیے حق قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اسلام بے لوث ہوکر حق قائم کرنے کی تلقین فرماتا ہے۔ پس اس تعلیم کا عملی نمونہ ہی ہمارے لیے اسلام کی تعلیم سے دنیا کو روشناس کروانے اور تبلیغ کے میدان کھولنے کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے کہ ہم اسلامی تعلیم کی عملی مثال قائم کرتے ہوئے اس زمانے کے امام کے مشن کو پورا کرنے میں معاون و مددگار بن سکیں۔

اب ہم دعا کریں گے، دعا میں بھی اپنے لیے اپنے گھر والوں کے لیے معاشرے کے محروم طبقے کے لیے دعا کریں۔ اسی طرح اسیرانِ راہ مولیٰ کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے جلد سامان پیدا فرمائے۔ دنیا میں بسنے والے سب احمدیوں کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ یہ وبا جو دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اس کے جلد دور ہونے کے لیے دعا کریں۔ مریضوں کے لیے دعا کریں۔ جلسہ پر آئے ہوئے جو لوگ ہیں اللہ تعالیٰ خیریت سے ان کو واپس اپنے گھروں میں لے جائے۔ اپنے لیے بھی دعا کریں دوسروں کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ اگلا جلسہ سالانہ ہم مکمل طور پر آزادانہ ماحول میں پرانی رونقوں کے ساتھ دوبارہ منعقد کر سکیں اور اس کے فیض سے سب فیض کی خواہش رکھنے والے فیض پانے والے بھی ہوں۔ دعا کرلیں۔

☆☆دعا☆☆

دعا کے بعد حضورِ انور نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ حاضری کی رپورٹ پہلے سن لیں۔ اس کے بعد ترانے جلدی سے سنیں گے۔ کُل حاضری اللہ کے فضل سے چھبیس ہزار چھ سو انچاس ہے اور اس میں جو سکین ہوئے ہوئے ہیں مردوں کے گیارہ ہزار آٹھ سو باسٹھ، عورتوں کی طرف سے دس ہزار چھ سو ستاسی اور جو ورکرز وغیرہ ہیں دو ہزار چھ سو۔ جو چھوٹے بچے ہیں پندرہ سو۔ اس طرح یہ کُل تعداد انہوں نے بنائی ہے اور اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترپن (53) ممالک نے لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ سے جلسہ یوکے میں شمولیت اختیار کی ہے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 4/اکتوبر 2022)

......☆......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14/جنوری 2023ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم رانا غلام عباس صاحب
ابن مکرم عبدالحئی صاحب (لندن)

15/دسمبر 2022ء کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم لمبا عرصہ تک رحمان کالونی ربوہ میں مقیم رہے۔ دو مرتبہ حج کرنےکی سعادت پائی۔ آپ بہت دعا گو، دیندار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم رانا سعادت احمد صاحب مرحوم کارکن دفتر وصیت ربوہ کے سسر تھے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم میجر ریٹائرڈ سعید احمد صاحب
ابن مکرم چودھری محمد بوٹا صاحب (ربوہ)

15/نومبر 2022ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے ریٹائرمنٹ کے بعد نائب وکیل الدیوان تحریک جدید اور نائب وکیل المال اوّل کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، تقویٰ شعار، عاشق قرآن اور جماعتی کتب کا گہرا مطالعہ کرنے والے ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ مرحوم 5/1 حصہ کے موصی تھے۔

(2) مکرمہ رفعت اقبال رندھاوا صاحبہ
اہلیہ مکرم محمد اقبال صاحب (ربوہ)

31/اکتوبر 2022ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نے تحریک جدید کے تحت گیارہ سال احمدیہ سکول فری ٹاؤن سیرالیون میں خدمت کے علاوہ پانچ سال نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں پڑھانے کی توفیق پائی۔ بہت عمدہ اخلاق کی مالک، دعا گو، پابند صوم وصلوٰۃ، کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والی، خلق خدا کی ہمدرد، ایک پروقار شخصیت کی مالک مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور جماعت سے محبت ان کے نمایاں اوصاف تھے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(3) مکرمہ تسلیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالشکور صاحب (امیر ضلع لودھراں)

13/دسمبر 2022ء کو 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غربا، مساکین، یتیموں اور بیواؤں کا خاموشی سے خیال رکھنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم عبدالرشید صاحب تحریک جدید کے تحت بشیر آباد سٹیٹ میں مینیجر ہیں۔

(4) مکرم ملک عثمان احمد خان صاحب ابن مکرم ملک سلطان احمد خان صاحب (جرمنی)

22/دسمبر 2022ء کو 70 سال کی عمر میں جرمنی میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا تعلق کنری (سندھ) سے تھا۔ مرحوم مکرم مولانا غلام احمد صاحب فرخ اور مکرم مولانا غلام حسین ایاز صاحب کے بھتیجے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(5) مکرم چودھری محمد انور صاحب (ناروے)

یکم جنوری 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے 1958ء سے لیکر 1966ء تک بطور معلم وقف جدید سندھ میں خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والے ایک مخلص انسان تھے۔ مربیان اور واقفین زندگی کا بہت احترام کرتے تھے۔ جرمنی میں سو مساجد کی تحریک میں خطیر رقم پیش کرنے کی توفیق پائی۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(6) مکرم عبدالغفور ناصر صاحب
ابن مکرم عبدالستار ناصر صاحب (کینیڈا)

26/اکتوبر 2022ء کو 72 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں کام کرتے رہے۔ آٹواہ (کینیڈا) میں سیکرٹری ضیافت کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد کا باقاعدگی سے التزام کرنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے بہت پیار اور عقیدت کا تعلق تھا۔ جماعت کی ہر مالی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اعلان دعا

مکرم عبدالغفار صاحب آہنگر جماعت احمدیہ رشی نگر (جموں کشمیر) والدین کی مغفرت بچوں کی صحت وسلامتی نیز دین ودنیا میں کامیابی کیلئے قارئین بدر سے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (آزاد حسین، انسپکٹر بدر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ایک سچے مومن کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت اس بات کو اپنے پیش نظر رکھے کہ دنیوی زندگی دراصل ایک عارضی زندگی ہے اور اسکی تکالیف بھی عارضی ہیں اور جن لوگوں کو اس عارضی زندگی میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسکے بدلہ میں ایسے شخص کی اخروی زندگی جو دراصل دائمی زندگی ہے، کی تکالیف دور فرما دیتا ہے۔ (بدر 1 دسمبر 2022 صفحہ 15)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اگر کسی وقت دنیا کی اصلاح کیلئے کسی مصلح کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متبعین میں سے کسی ایسے شخص کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کریگا جو وقت کا خلیفہ ہوگا لیکن خلیفہ سے بڑھ کر مصلح کا مقام بھی اسے عطا ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقام پر فائز فرمایا تھا۔ (بدر 8 دسمبر 2022 صفحہ 15)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں
اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی حق ادا کرنے والے بنیں اور اس کی مخلوق کے بھی حق ادا کرنے والے بنیں

زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 14/اکتوبر 2022 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرتا ہے وہ کس طرح کا ہوجاتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا ہے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے غفور و رحیم خدا اس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہوجاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے تب فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

سوال اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بھی حق ادا کرنے والے بنیں اور اس کی مخلوق کے بھی حق ادا کرنے والے بنیں۔

سوال کب اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کی وجہ سے دنیا کو بچائے گا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے کلمہ کا حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری عاجزانہ دعاؤں اور نیک اعمال کی وجہ سے دنیا کو بچالے گا

سوال کس شخص سے ہم کبھی دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف باوجود سمجھانے کے دریدہ دہنی سے باز نہیں آتا اس سے ہم دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھا سکتے اور نہ کسی احمدی کی غیرت یہ برداشت کرتی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے ظن کی بابت کیا بیان فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یاد رکھو ظن مفید نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْـًٔا (یونس: 37) یقیناً ظن حق سے کچھ بھی بے نیاز نہیں کرسکتا۔ یقین ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو بامراد کرسکتی ہے۔ یقین کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ اگر انسان ہر بات پر بدظنی کرنے لگے تو شاید ایک دم بھی دنیا میں نہ گزار سکے۔

سوال حقیقی اسلام کی تعلیم ہمیں کس کے ذریعہ مل سکتی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حقیقی اسلام کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی مل سکتی ہے کیونکہ آپ علیہ السلام ہی وہ شخص ہیں جن کو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے علوم و معارف عطا فرمائے ہیں اور اسلام کا حقیقی علم عطا فرمایا ہے۔ آپ ہی وہ شخص ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حقیقی عاشق ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم اور سنت کے مطابق اپنی جماعت کی تربیت کرنا چاہتے ہیں۔

سوال کس طرح کا ایمان کوئی نیک نتیجہ پیدا نہیں کرسکتا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے، کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہوگا۔

سوال کس طرح کی نیکی نیکی کہلاتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: نیکی وہی ہے جو قبل از وقت ہے۔ اگر بعد میں کچھ کرے تو کچھ فائدہ نہیں۔ خدا نیکی کو قبول نہیں کرتا جو صرف فطرت کے جوش سے ہو۔ کشتی ڈوبتی ہے تو سب روتے ہیں۔ مگر وہ رونا اور چلّانا چونکہ تقاضا فطرت کا نتیجہ ہے اس لئے اس وقت سُودمند نہیں ہوسکتا۔ اور وہ اس وقت مفید ہے جو اس سے پہلے ہوتا ہے جبکہ امن کی حالت ہو۔

سوال اعلیٰ قدریں اور اعلیٰ اخلاق کب قائم ہوں گے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: آپؑ نے فرمایا اعلیٰ قدریں اور اعلیٰ اخلاق اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل میں تقویٰ ہو۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقویٰ اختیار کرنے کی بابت احباب جماعت کو کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہماری جماعت کیلئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اسکے سلسلۂ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رو بہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔

سوال سب سے بڑا احسان جو خدا تعالیٰ نے احمدیوں پر کیا ہے وہ کیا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سب سے بڑا احسان جو اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کو کیا نصیحت فرمائی جو دنیاوی کاروبار کو خدا کی عبادت سے افضل سمجھتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ایک مومن کو اس یقین پر قائم ہونا چاہیے کہ میرے کاروبار میں برکت، میرے کام میں برکت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پڑتی ہے اور پڑنی ہے اور پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ میرے دنیوی کام اللہ تعالیٰ کی آواز کے مقابلے پر آکر کھڑے ہوجائیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم نے کلمہ کی روح کو سمجھا ہی نہیں۔ ہم منہ سے تو اقرار کر رہے ہیں لیکن ہمارے عمل ہمارے اقرار کا ساتھ نہیں دے رہے۔ ہم پانی کے چشمہ کے نزدیک تو آ گئے ہیں لیکن پانی پینے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا رہے۔ پس آپؑ نے فرمایا اگر یہ صورتحال ہے تو پھر تو حقِ بیعت ادا نہیں ہوا۔

سوال ایک نیک انسان کا دوسروں پر کس طرح کا اثر پڑتا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک گاؤں میں اگر ایک نیک آدمی ہو تو اللہ تعالیٰ اس نیک کی رعایت اور خاطر سے اس گاؤں کو تباہی سے محفوظ کر لیتا ہے لیکن جب تباہی آتی ہے تو پھر سب پر پڑتی ہے مگر پھر بھی وہ اپنے بندوں کو کسی نہ کسی نہج سے بچا لیتا ہے۔ سنت اللہ یہی ہے کہ اگر ایک بھی نیک ہو تو اس کیلئے دوسرے بھی بچائے جاتے ہیں۔

سوال اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ نہیں ہوئی تو کیا نتائج ظاہر ہوں گے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ نہیں دی تو یہ خوبصورت دنیا ویرانیوں میں بدل سکتی ہے۔

سوال زبان کی بداخلاقیاں کیا برپا کردیتی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: زبان کی بداخلاقیاں دشمنی ڈال دیتی ہیں اس لئے اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھنا چاہئے۔

سوال جماعت کب بنتی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: جماعت تب بنتی ہے جب ایک دوسرے کی پردہ پوشی کی جائے اور حقیقی بھائیوں کی طرح ایک دوسرے سے سلوک کرو۔

سوال کس طرح کا ایمان نیک نتیجہ پیدا نہیں کرسکتا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وہ ایمان جو خدشات اور توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہوگا۔

سوال ہماری بیعت کب ادھوری سمجھی جائے گی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر ہم نے خلافت کے ساتھ وابستگی اور اطاعت کے عہد کو نہیں نبھانا تو ہماری بیعت ادھوری ہے۔

سوال پاکستان سے احمدی لوگ کس لئے ہجرت کر کے آئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: پاکستان سے احمدی لوگ اس لیے ہجرت کر کے آئے کہ وہاں احمدیوں کے حالات سخت سے سخت تر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اس وجہ سے وہاں رہنا مشکل ہوگیا تھا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت کو قرآن کریم کو غور اور تدبر سے پڑھنے کی طرف کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشفِ حقائق کیلئے قائم کیا ہے کیونکہ بدوں اسکے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہوسکتا۔ نیز فرماتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کیلئے مامور کیا ہے۔ اس لیے قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر پڑھو۔

......☆......☆......☆......

سب سے زیادہ پیاری اور خوبصورت وہ باتیں ہوتی ہیں جب تم اللہ تعالیٰ کا پیغام دوسروں تک پہنچا رہے ہوتے ہو
دعوت الی اللہ اور تبلیغ بھی اُسوقت ہی اللہ کے نزدیک اور اُسکے رسول کے نزدیک نیکی شمار ہوگی جب تمہارے عمل بھی نیک ہونگے
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ
تمہاری علمی دلیلیں تمہارے تبھی کام آئیں گی جب تمہارے عمل بھی نیک ہونگے اور نیک عمل وہ ہیں جو دوسروں کو کھینچتے ہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 30 ستمبر 2005 بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال کب اللہ تعالیٰ آپکی تبلیغ کے نتیجہ میں نیک نتائج پیدا فرمائے گا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب ایک لگن سے اور صبر کے ساتھ تبلیغی رابطے کریں گے اور لوگوں تک پیغام پہنچائیں گے، اپنے عملوں سے ان پر ایک نیک اثر بھی قائم کریں گے اور سب سے بڑھ کر دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ نیک نتائج بھی پیدا فرمائے گا انشاء اللہ۔

سوال اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرف بلانے کا حکم دیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ

الْمُسْلِمِیْنَ (حم سجدہ: 34) اور اس سے زیادہ اچھی بات کس کی ہوگی جو کہ اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

سوال اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو دنیا میں کیا بنا کر بھیجا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میرا پیغام تمام دنیا کو پہنچا دو اور آپؐ کو سب سے بڑا داعی الی اللہ قرار دیا تھا۔ فرماتا ہے دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (الاحزاب: 47) یعنی اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور ایک چمکتا ہوا سورج بنا کر بھیجا ہے۔

سوال سب سے پیاری اور خوبصورت کون سی باتیں ہوتی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سب سے زیادہ پیاری اور خوبصورت وہ باتیں ہوتی ہیں جب تم اللہ تعالیٰ کا پیغام دوسروں تک پہنچا رہے ہوتے ہو۔

سوال دعوت الی اللہ اور تبلیغ کس وقت اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک نیکی شمار ہوگی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دعوت الی اللہ اور تبلیغ بھی اس وقت ہی اللہ کے نزدیک اور اسکے رسول کے نزدیک نیکی شمار ہوگی جب تمہارے عمل بھی نیک ہوں گے۔ ورنہ تو گنہگار ہوگے۔ ایسی تبلیغ میں برکت ہی نہیں ہوگی جب اپنے عمل اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق نہ ہوں۔

سوال ہماری علمی دلیلیں کب کام آئیں گی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ تمہاری علمی دلیلیں تمہارے تبھی کام آئیں گی جب تمہارے عمل بھی نیک ہوں گے۔ اور نیک عمل وہ ہیں جو دوسروں کو کھینچتے ہیں۔

سوال آج اسلام پر حملے کس وجہ سے ہو رہے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا:۔ آج اسلام پر ہر طرف سے حملے مسلمان کہلانے والوں کی غلطیوں کی وجہ سے ہی ہو رہے ہیں۔

سوال ایک احمدی کس نے زمانے کے حکم اور عدل کو مانا ہے اس کو کن باتوں کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ایک احمدی جس نے زمانے کے حکم اور عدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے مانا ہے کہ میں کامل فرمانبرداروں میں شمار کیا جاؤں، اس لئے مانا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کروں، اس لئے مانا ہے کہ آج خدا تک پہنچنے کا راستہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دکھایا ہے تو پھر ہر وقت یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ تمام فیض بھی تبھی حاصل کر سکتے ہیں جب ان تمام حکموں پر بھی عمل کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے اور جن کی طرف اس زمانے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی۔

سوال سکنڈے نیوین ممالک کی ایک خاتون نے احمدیت کے بارے میں اپنی ذہنی کشمکش کا کیا ذکر کیا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سکنڈے نیوین ممالک میں مجھے ایک خاتون نے کہا کہ میں جماعت کو بہت اچھا سمجھتی ہوں لیکن بیعت نہیں کرنا چاہتی۔ کیونکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ بعض عورتوں کی باتیں اور ایک دوسرے کے خلاف بولنا ویسا ہی ہے جیسا کہ ایک غیر احمدی عورت میں ہے تو کیا ضرورت ہے کہ میں جماعت میں شامل ہوں۔ کبھی میں سوچتی ہوں کہ بیعت کرلوں، کبھی سوچتی ہوں نہ کروں، عجیب مخمصے میں پڑی ہوئی ہوں۔

سوال کن چیزوں کی طرف توجہ ہوگی تو نیک نتائج پیدا ہوں گے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دعوت الی اللہ کے ساتھ نیک اعمال کا بہت جوڑ ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ ورنہ باوجود اس کے کہ بات اچھی ہوگی، لیکن اپنے بدنمونے کی وجہ سے نیک نتائج پیدا نہیں ہوتے۔

سوال حضور انور نے ہالینڈ کے لوگوں کے بارے میں کیا بتایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہالینڈ کے بعض لوگ شدت پسند ہیں لیکن یہ بہت تھوڑے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ یہاں بہت بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو دین سے دلچسپی بھی رکھتی ہے اور اسلام کے بارے میں سننا بھی چاہتی ہے۔

سوال کس طرح ہالینڈ کے لوگوں کو تبلیغ کرنے سے کامیابی مل سکتی ہے؟

جواب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ لوگ پروگرام بنا کر ان میں تبلیغ کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کے عمل بھی ان کو متاثر کرنے والے ہوں تو یہاں مقامی لوگوں میں بھی اور مختلف قومیتوں میں بھی آپ کو کامیابیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچائیں۔ ایسا پیغام جو ثمر آور ہو جس میں پھل لگنے ہوں۔

سوال اسلام کی خوبصورت تصویر آج کون پیش کر رہا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج اگر اسلام کی خوبصورت تصویر کو کوئی پیش کر سکتا ہے تو وہ احمدی ہیں۔

سوال ہم کب اللہ تعالیٰ کی نظر میں فرمانبرداروں میں شمار نہیں ہو سکتے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آج اگر ہم نے بھی اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا، نہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں فرمانبرداروں میں شمار نہیں ہو سکتے۔

سوال آپ کی تبلیغ کا لوگوں پر کب اثر ہوگا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آپ کے نیک نمونے، آپ کی شرافت، آپ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق جب ان لوگوں پر ظاہر ہوگا تو تبلیغ کے مزید میدان کھلیں گے۔

سوال جماعت احمدیت کا کیا کام ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہمارا کام اللہ تعالیٰ کی باتوں کو لوگوں تک پہنچانا اور اپنے آپ کو پاک رکھتے ہوئے اپنے عملوں کے معیاروں کو اونچا کرتے ہوئے، دعاؤں کے ساتھ یہ پیغام پہنچانا ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ برکت ڈالنے والا ہے۔ جو نیک فطرت ہوگا وہ آئے گا انشاء اللہ۔

......☆......☆......☆......

مرکزی سالانہ اجتماعات 2023ء

امسال سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے تینوں ذیلی تنظیمات کا مرکزی سالانہ اجتماع مرکز احمدیت قادیان دارالامان میں مورخہ 27، 28، 29 اکتوبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

انڈیا کے جملہ خدام و اطفال سے گزارش ہے کہ وہ مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کے 53 ویں مرکزی اجتماع میں شمولیت کیلئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں اور اپنے ہمراہ زیادہ سے زیادہ خدام و اطفال کو اجتماع میں شامل کرنے کیلئے پُر زور تحریک کریں تا کہ وہ قادیان آکر روحانی ماحول سے استفادہ کرنے والے ہوں۔ نیز اجتماعات کے ہر لحاظ سے کامیاب ہونے کیلئے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔ جزاکم اللہ۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

اعلان برائے اسامی سول انجینئر صدر انجمن احمدیہ قادیان

شرائط

1- امیدوار کی عمر 38 سال سے زائد نہ ہو۔ اور اردو، انگریزی زبان پر عبور حاصل ہو۔

2- امیدوار ہوشیار اور پیشہ وارانہ صلاحیت کا حامل ہو اُمیدوار نے سول انجینئرنگ میں ڈگری حاصل کی ہوئی ہو نیز بلنگ مواد و مقدار و تخمینہ کی reconciliation کے بارہ میں 3 سے 5 سال کا تجربہ ہو۔

2- Candidate should be a smart professional with degree in civil engineering (3 to 5 years experience) in billing ,reconciliation of material and quantity estimation.

3- امیدوار سائٹ پر نیز ورک آرڈر، معاہدے اور تخمینہ کی مقدار کے مطابق بل چیکنگ کا ہنر جانتا ہو۔

3-Bill Checking on site as well as in accordance with work order/ agreement and estimated quantities

4- تکمیل شدہ کاموں کیلئے اصل بمقابلہ نظریاتی مقدار کا موازنہ کر سکتا ہو۔ تعمیرات سے متعلق نقشے پڑھ اور سمجھ سکتا ہو۔

4- Make a comparison of actual vs,theoretical quantities for projects completed.

5- اُمیدوار تخمینہ لگانے، بل بنانے، قیمتوں کا تجزیہ، بل کا تخمینہ، لاگت، اور ٹھکیداروں کے بلوں کی چیکنگ، تصدیق اور منظوری و معاہدہ کرانے میں مہارت رکھتا ہو۔

5- Should be well versed with making estimations ,preparation of bills and reconciliation,rate analysis,bill estimation ,Costing,preparation of bill of quantities (BOQ),checking ,verification and approval of bills of contractors,contract submittals.

6- اُمیدوار دُور دراز مقامات پر سفر کیلئے موزوں ہو۔

6- Must be suitable for travel if required to visit remote locations.

7- مختلف چیزوں کے بارہ میں پڑتال کرتے ہوئے ڈیٹیل کے ساتھ تجزیہ دینے کی مہارت ہو نیز کمپیوٹر میں MS Excel ,AUTOCAD کا صحیح علم رکھتا ہو۔

7-Should have good analytical and communication skills,must have proper knowledge MS Excel,AUTOCAD

8- ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔

9- انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔

10- سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

11- سفر خرچ قادیان آمدورفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ:۔ انٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔ مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ-143516

موبائل: 09682587713,09646351280 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

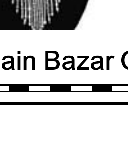

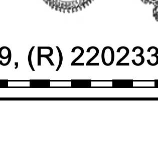

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11033: میں راحلہ شکیل بنت مکرم عبدل شکیل صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن العافیت ہاؤس kodiyathur ڈاکخانہ mukkam ضلع کالیکٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک سونے کی چین 8 گرام 916 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مبارکہ شکیل الامۃ: راحلہ شکیل گواہ: ہدایت اللہ خان ایم کے

مسل نمبر 11049: میں پی ایم صدیقی ولد مکرم P.K.Moideen Kutty صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 4 اپریل 1973 تاریخ بیعت 1987 ماس روڈ، Mattanchery ضلع ارناکولم صوبہ کیرلہ مستقل پتہ Thottiyal,Puzhakkatery ضلع مالاپورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 اکتوبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ایم سی محمد سلیم العبد: پی ایم صدیقی گواہ: سلطان نصیر

مسل نمبر 11050: میں شمیمہ بیگم زوجہ مکرم نور الاسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 21 اپریل 1999 تاریخ بیعت 6 جنوری 2021 موجودہ پتہ yashworth gorav اور ینج ہائٹ فیس -1 ممبئی مستقل پتہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 220000، زیور طلائی: ایک گلے کا ہار ڈیڑھ تولہ، کانوں کی بالیاں 14 گرام، چوڑیاں 5 گرام، انگوٹھی 2 عدد 5 گرام (کل زیورات 22 کیرٹ) زیور نقرئی: چاندی کی 2 انگوٹھیاں 5 گرام، پازیب اڑھائی تولہ نتھنی 3 عدد ایک گرام (22 کیرٹ)۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید شکیل احمد الامۃ: شمیمہ بیگم گواہ: احمدی وجاہت احمد

مسل نمبر 11051: میں نور الاسلام ولد مکرم خیر الاسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 18 جنوری 1992 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ yashworth gorav اور ینج ہائٹ فیس -1 ممبئی مستقل پتہ بھرت پور ضلع مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے ڈیڑھ بیگھہ کھیتی کی زمین ہے قیمت اندازاً 6 لاکھ روپے باقی زمین ابھی تقسیم نہیں ہوئی جیسے تقسیم ہوگی اطلاع کردی جائے گی۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 30000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید شکیل احمد العبد: نور الاسلام گواہ: احمدی وجاہت احمد

مسل نمبر 11052: میں فرزانہ دارا زوجہ مکرم دارا بن عبد القیوم صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 65 سال پیدائشی احمدی ساکن Oshiwara Rainbow Patliputra Nagar Oshiwara Link Rd. Jogeshwari Mumbai بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 جون 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ مکان 1470 سکوائر فٹ 5E/505-Oshiwara Rainbow CHS. Patliputra Nagar Jogeshwari ممبئی طلائی زیورات کی تفصیل: نکلیس اور بالیاں 17.960 گرام 22 کیرٹ بالیاں 3.000 گرام 22 کیرٹ چھوٹے جھمکے 6.710 گرام 23 کیرٹ بالیاں 5.720 گرام چین 7.850 گرام 22 کیرٹ انگوٹھی 3.100 گرام 23 کیرٹ ایک عدد پینڈنٹ 1.470 گرام 22 کیرٹ 2 عدد ٹاپس 2.520 گرام 22 کیرٹ 1 عدد ٹاپ 2.9000(23KDM)-2 عدد ٹاپس 5.390 گرام 23KDM-(کل چھ تولے چھ صد باسٹھ گرام) بینگلز 10.000 گرام 22 کیرٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مسرت احمد الامۃ: فرزانہ دارا گواہ: حمید اللہ حسن

مسل نمبر 11053: میں گیندی زوجہ مکرم بابو صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 جنوری 1944 تاریخ بیعت 2005 ساکن مکھرائی پوسٹ رادھا کند متھرا ضلع یوپی۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 500 روپے ادا شد 2.5 گرام 22 کیرٹ زیور نقرئی توریہ 5 تولہ۔ سونے کے ٹاپس، چاندی کے گلے کا کالر 2 تولہ چاندی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: مکرم ولی محمد الامۃ: گیندی گواہ: محمد بشارت صاحب

مسل نمبر 11054: میں سالیہ بانو زوجہ مکرم بشارت احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 جنوری 1994 پیدائشی احمدی ساکن امبیٹہ ڈاکخانہ گڑھی پختہ ضلع شاملی صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 3600 روپے، زیور طلائی گلے کا لاکٹ ایک عدد ایک جوڑی کان کے ٹاپس ایک عدد انگوٹھی ایک جوڑی کان کا جھمکا ایک عدد گلے کا منگل سوتر ایک عدد ناک کی نتھ، زیور نقرئی دو جوڑی پائل تقریباً 200 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد بشارت خان الامۃ: سالیہ بانو گواہ: بشارت احمد

مسل نمبر 11055: میں ونو بیگم زوجہ مکرم سونو صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 2 جون 1994 تاریخ بیعت 2012ء ساکن جماعت احمدیہ سہونیا ضلع مورینہ صوبہ ایم پی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ کان کی سونے کی بالی 22 کیرٹ جس کا وزن 2.50 گرام ہے۔ زیور نقرئی: ایک عدد پائل وزن 73 گرام، حق مہر 5100 وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ 5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عبد العزیز انعام احمد الامۃ: ونو بیگم گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 11056: میں سونو ولد مکرم عابدین شاہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 1 جنوری 1993 تاریخ بیعت 2000ء ساکن جماعت احمدیہ سہونیا ضلع مورینہ صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 دسمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار 9000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عبد العزیز انعام احمد العبد: سونو گواہ: محمد خالد ملکانہ

مسل نمبر 11057: میں شبینہ یاسمین زوجہ مکرم عبد الحمید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 10 مئی 1996 پیدائشی احمدی ساکن ضلع مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ سونے کے زیور 69 گرام 22 کیرٹ، حق مہر 10000 روپے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد سکتار علی الامۃ: شبینہ یاسمین گواہ: رستم احمدی

مسل نمبر 11058: میں رملت کے ٹی زوجہ مکرم عبد الکریم کے ٹی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن Kalathingal Thodika,Kalkulam,Karappuram ضلع مالاپورم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ آٹھ گرام سونا 22 کیرٹ حق مہر 500 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ارشاد کے ٹی الامۃ: رملت کے ٹی گواہ: فیصل ایس

مسل نمبر 11059: میں ریحانہ زوجہ مکرم عبد الرحیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 جولائی 1982 تاریخ بیعت 2004 ساکن خامنی 34 پوسٹ خامنی ضلع متھرا صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 32 تولہ چاندی۔ زیور طلائی: 1 جوڑی ہاتھ کنگن 1/2 تولہ ماتھے کا ٹیکہ 2.5 گرام 22 کیرٹ۔ ایک جوڑی پائل 250 گرام چاندی۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: طاہر احمد گلبرگی الامۃ: ریحانہ گواہ: محمد بشارت خان

مسل نمبر 11060: میں مکرمہ پروین بیگم زوجہ مکرم وحید کمال صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 3 اکتوبر 1990 پیدائشی احمدی ساکن نروانہ پرڈھانہ (پانی پت) بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر تیس ہزار روپے بذمہ خاوند زیور طلائی 4 تولہ 22 کیرٹ زیور نقرئی 10 تولہ۔ نیز ایک پانچ مرلہ کا پلاٹ پر مکان بنا ہوا ہے۔ خاکسار اور خاکسار کے خاوند کا مشترکہ ہے۔ جو بھی اس کا حصہ بنے گا ادا کردیا جائے گا۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 450 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: طاہر احمد خان الامۃ: پروین بیگم گواہ: عطاء الاول

مسل نمبر11061: میں فائزہ احمد زوجہ مکرم طارق احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 215000 روپے۔زیورات طلائی: ایک عدد چین 2 عدد بالی ایک عدد پتلا ایک عدد انگوٹھی۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ: سرفراز احمد اختر الامۃ: فائزہ احمد گواہ: نبیل احمد بھٹی

مسل نمبر 11062: میں شہناز اختر زوجہ مکرم یعقوب احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 15 فروری 1976 پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ چلاں ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے حق مہر 40 ہزار روپے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت (آنگن واڑی ہلپر) ماہوار 1800 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: نصیر احمد الامۃ: شہناز اختر گواہ: یعقوب احمد

مسل نمبر11063: میں روبینہ کوثر زوجہ مکرم محمد خالد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 جنوری 1996 پیدائشی احمدی ساکن جماعت احمدیہ کالابن ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 51000 روپے، ایک عدد سونے کا ہار ایک عدد انگوٹھی (اندازاً تین تولہ 22 کیرٹ)۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد خالد الامۃ: روبینہ کوثر گواہ: محمود احمد پرویز

مسل نمبر11064: میں نرگس انجم زوجہ مکرم سفیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 24 ستمبر 2003 پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر ایک لاکھ روپے ادا شد۔طلائی زیورات: ایک جوڑی کانٹے اور ایک انگوٹھی رقم مبلغ ایک لاکھ روپے نقد۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ: منظور حسین الامۃ: نرگس انجم گواہ: سفیر احمد

مسل نمبر11065: میں شمائلہ انجم زوجہ مکرم طارق عزیز صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 10 مارچ 1997 پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ گورسائی تحصیل مینڈر صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 150000 روپے ادا شد۔زیورات طلائی: ایک عدد چینی ایک عدد انگوٹھی ایک کوکا تین تولہ 22 کیرٹ قیمت اندازاً ڈیڑھ لاکھ روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طارق عزیز الامۃ: شمائلہ انجم گواہ: سلیمان احمد

مسل نمبر11066: میں منظور حسین ولد مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری تاریخ پیدائش 15 اپریل 1963 پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک مٹی کا کچا کمرہ ہے۔میرا گزارہ آمد از زمینداری ماہوار 2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سفیر احمد العبد: منظور حسین گواہ: مظفر احمد بھٹی

مسل نمبر11067: میں نسیم اختر زوجہ مکرم مختار حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 3 مارچ 1999 پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے حق مہر ایک لاکھ روپے ادا شد۔زیورات طلائی: 2 عدد بالیاں جسکی قیمت پندرہ ہزار روپے ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد حنیف الامۃ: نسیم اختر گواہ: فاروق احمد فرید

مسل نمبر11068: میں شہناز اختر زوجہ مکرم محمد شوکت صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 اپریل 1988 پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے حق مہر 50 ہزار روپے قابل ادا۔زیورات طلائی: ہار ایک عدد انگوٹھی ایک عدد دونوں کی قیمت پچاس ہزار روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ: محمد شوکت الامۃ: شہناز اختر گواہ: فاروق احمد

مسل نمبر11069: میں فضل حسین ولد مکرم محمد شفیع صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 دسمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار 2600 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد حنیف العبد: فضل حسین گواہ: محمد اسلم

مسل نمبر11070: میں مختار حسین ولد محمد حنیف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 2 اپریل 1994 پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار 5500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد حنیف العبد: محمد مختار گواہ: محمد اعظم

مسل نمبر11071: میں تسلیم اختر زوجہ مکرم معروف حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال تاریخ بیعت 2008 ساکن درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے حق مہر 25000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فاروق احمد فرید الامۃ: تسلیم اختر گواہ: معروف حسین

مسل نمبر11072: میں مدثر احمد ولد مکرم اکرم صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 25 مارچ 2005 پیدائشی احمدی ساکن درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد حنیف العبد: مدثر احمد گواہ: فاروق احمد فرید

مسل نمبر11073: میں فریضہ بی زوجہ مکرم محمد معروف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 80000 قابل ادا۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمد معروف الامۃ: فریضہ بی گواہ: نبیل احمد بھٹی

مسل نمبر11074: میں گلناز احمد زوجہ مکرم محمد شبیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 16 اپریل 1996 پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 100000 روپے قابل ادا، ایک عدد انگوٹھی دو جوڑی بالیاں بصورت سونا قیمت 40000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ: فاروق احمد فرید الامۃ: گلناز اختر گواہ: محمد شبیر

مسل نمبر11075: میں عاصیہ تبسم زوجہ مکرم شمیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ درہ دلیاں تحصیل حویلی ضلع پونچھ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 100000 روپے 50000 روپے قابل ادا۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شمیم احمد الامۃ: عاصیہ تبسم گواہ: ظہیر احمد

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 27- April - 2023 Issue. 17

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

رمضان کے بعد ہمیں آرام سے بیٹھ نہیں جانا چاہئے بلکہ اپنے قرآن کے علم اور دینی علم کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے

ہمیں یادرکھنا چاہئے کہ یہ زمانہ خاص طور پر شیطان کے حملوں کا زمانہ ہے اور وہ اپنے تمام حیلوں اور مکروں اور ہتھیاروں سے حملے کررہا ہے ایسے میں ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف پہلے سے زیادہ جھکنے کی ضرورت ہے

اس وقت سب سے زیادہ فکر تو ہمیں اپنے بچوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی ہے، اس کیلئے والدین اور جماعتی نظام کو کوشش بھی کرنی چاہئے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21/اپریل 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج رمضان کا آخری جمعہ ہے، رمضان گزر گیا اور بہت سے ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے رمضان میں عبادت اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے لیے منصوبے بنائے ہوں گے لیکن وہ ان پر عمل نہیں کر سکے۔

جمعے کے دن میں ایسی مبارک گھڑی آتی ہے کہ اُس میں جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔

سو رمضان کے اس آخری دن میں جو اَب چند گھنٹے باقی ہیں ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں سے صرفِ نظر فرماتے ہوئے ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیوں کو مستقل اس طریق پر چلانے والے بن جائیں جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

جب ہم خود اپنی زندگیوں کو تقویٰ پر چلاتے ہوئے ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک گزاریں گے اور یوں ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک یہ سلسلہ جاری رہے گا تو یقیناً ہم اپنی نسلوں کو بھی تقویٰ اور دین داری پر قائم کرنے والے ہوں گے اور اس طرح ہم اس حقیقی مقصد کو پانے والے ہوں گے جس کیلئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سلسلہ قائم فرمایا تھا۔

تقویٰ ہی وہ مقصد ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت زور دیا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ تو بھیجے ہی اس لیے گئے ہیں تا کہ ہمارے تقویٰ کے معیار اونچے ہوں۔ ایک موقعے پر آپؑ نے فرمایا مَیں بھیجا گیا ہوں تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو سو یہی افعال میرے وجود کی علتِ غائی ہیں۔ پس آپؑ کا زمانہ جو خلافت علیٰ منہاج النبوۃ پر قائم ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق قیامت تک جاری رہنے والا زمانہ ہے، اس میں آپؑ کے ماننے والے ہی ہیں جنہوں نے سچائی پر قائم رہتے ہوئے اپنی عبادتوں کے اونچے معیار قائم کرنے ہیں اور یہ مقصد صرف ایک مہینے کی عبادتوں یا نیکیوں کی کوششوں سے تو حاصل نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم اپنی عبادات پر دوام اختیار کرتے ہوئے قائم ہوجائیں گے تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا کہ مَیں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔ پس اگر ہم اس رنگ میں اپنی زندگیاں گزار رہے ہوں گے تو ہم اپنے عملوں سے دنیا کو یہ پیغام دے رہے ہوں گے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق پیدا کرنا چاہتے ہو تو آؤ! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلامِ صادق کو قبول کرو۔

حقیقی تقویٰ کیا ہے اور اس پر چلنے والا کیسا ہوتا ہے اور اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا سلوک ہوا کرتا ہے اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حقیقی تقویٰ کے ساتھ جہالت جمع نہیں ہوسکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے کہ اَے ایمان والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے تقویٰ اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیر میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تمہیں ایک نور دیا جاوے گا، وہ نور تمہارے افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آجائے گا، تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر حرکت اور سکون میں نور ہوگا۔ پس یہ وہ مقام ہے جو ایک مومن اور متقی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ رمضان گزر گیا تو بھی ہم اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں، خوش قسمت ہوں گے ہم میں سے وہ جو اس مقام کو حاصل کرلیں۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ زمانہ خاص طور پر شیطان کے حملوں کا زمانہ ہے اور وہ اپنے تمام حیلوں اور مکروں اور ہتھیاروں سے حملے کررہا ہے، ایسے میں ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف پہلے سے زیادہ جھکنے کی ضرورت ہے۔

ٹی وی ہو، سوشل میڈیا ہو یا دوسرے پروگرام، بچوں کے اسکول یا ان کے پروگرام، ہر جگہ شیطان نے دجال کے ذریعے ایسا جال بُن دیا ہے کہ جس سے اللہ کے فضل کے بغیر بچنا ناممکن ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ فکر تو ہمیں اپنے بچوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی ہے۔ اس کیلئے والدین اور جماعتی نظام کو کوشش بھی کرنی چاہئے۔ اس مقصد کیلئے ہر عاقل بالغ احمدی کو تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے ہوں گے تب ہی ہم اپنی نسلوں کو شیطان کے ان حملوں سے بچا سکیں گے۔

رمضان کے بعد ہمیں آرام سے بیٹھ نہیں جانا چاہیے، بلکہ اپنے قرآن کے علم اور دینی علم کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

شیطان کے حیلوں اور مکروں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک موقعے پر فرماتے ہیں یاد رکھنا چاہیے کہ دجال اصل میں شیطان کے مظہر کو کہتے ہیں جس کے معنی ہیں راہِ ہدایت سے گمراہ کرنے والا۔ آخری زمانے کے متعلق کتابوں میں لکھا ہے کہ اس وقت شیطان کے ساتھ بہت جنگ ہوں گی لیکن آخر کار شیطان مغلوب ہوجائے گا۔ گو ہر نبی کے زمانے میں شیطان مغلوب ہوتا رہا ہے لیکن وہ صرف فرضی طور پر تھا حقیقی طور پر اس کا مغلوب ہونا مسیح کے ہاتھوں مقدر تھا اور خدا تعالیٰ نے یہاں تک غلبے کا وعدہ دیا ہے کہ فرمایا کہ تیرے حقیقی تابع داروں کو بھی دوسروں پر قیامت تک ہمیشہ غالب رکھوں گا۔ غرض شیطان اس آخری زمانے میں پورے زور سے جنگ کر رہا ہے مگر آخری فتح ہماری ہی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سچ ہے کہ وہ میرے متبعین کو قیامت تک میرے منکروں اور مخالفوں پر غلبہ دے گا لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ متبعین میں ہر شخص محض میرے ہاتھ پر بیعت کرنے سے داخل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے اندر اتباع کی پوری پوری کیفیت پیدا نہیں کرتا۔

فرمایا: واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرلینا کچھ چیز نہیں جب تک دل کی عزیمت اور دعا سے اس پر پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہوتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے کہ اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنۡ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیری چار دیواری کے اندر ہے اسے مَیں بچاؤں گا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ شیطان لاحول سے بھاگتا ہے۔ مگر وہ ایسا سادہ لوح نہیں ہے کہ صرف زبانی طور پر لاحول کہنے سے بھاگ جائے۔ اس طرح سے تو خواہ سَو دفعہ لاحول پڑھا جائے شیطان نہیں بھاگے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ جس کے ذرّے ذرّے میں لاحول سرایت کرجاتا ہے اور جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے ہی مدد اور استعانت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس سے ہی فیض حاصل کرتے رہتے ہیں وہ شیطان سے بچائے جاتے ہیں۔

ایک موقعے پر آپؑ فرماتے ہیں کہ دعا میں مقناطیسی اثر ہوتا ہے وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ جب تک انسان کتاب اللہ کو مقدم نہیں کرتا اور اسی کے مطابق عمل درآمد نہیں کرتا تب تک اس کی نمازیں محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے۔ پس جب ہم اس مغز کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو نماز کا بھی اور عبادت کا بھی حق ادا کرنے والے بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے بنیں گے ورنہ ظاہری نمازیں فائدہ نہیں دیتیں۔ بے شمار نمازی ہیں جو مسجدوں میں جا کر نمازیں پڑھ کر پھر ظلم و تعدّی کی انتہا کیے ہوئے ہیں۔ یہ دہشت گرد تنظیمیں، نام نہاد ملّاں اللہ اور اسکے رسول کے نام پر کیا کیا ظلم نہیں کررہے۔ ان لوگوں نے دنیا کا امن برباد کیا ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یاد رکھنا چاہیے کہ نماز ہی وہ شئے ہے جس سے تمام مشکلات آسان ہوجاتی ہیں اور سب بلائیں دُور ہوجاتی ہیں۔ مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہوجاتا ہے اور آستانہ احدیت پر گر کر ایسا محو ہوتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نمازوں کا حق ادا کرنے کی توفیق دے۔ ہم اپنی نسلوں کو ایسی عبادات کی عادت ڈالنے والے بنیں جو ان کی اور آنے والی نسلوں کی بقا کی ضامن بن جائیں۔ دجال نے اس زمانے میں تباہ ہونا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی کہ اگر ہم ان لوگوں میں شامل ہوجائیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شمولیت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ یہ حق ادا کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نسخہ گریہ وزاری اور تضرع اور ابتہال کو بھی بیان فرمایا ہے۔ یہ مقام حاصل کرنے کیلئے آپؑ فرماتے ہیں کہ چاہیے کہ تمہارے دن اور رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں شریروں اور مخالفوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ خود پاکستان میں رہنے والے احمدی بھی اپنے لیے دعا کریں۔ تین چار دن یا ہفتے کی دعائیں نہیں بلکہ مستقل دعائیں کریں۔ اپنی زندگیوں کو خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کا عہد کریں۔

برکینا فاسو، بنگلہ دیش، الجزائر اور دنیا کے ہر ملک کے احمدیوں کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو دشمن کے شر سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے اور دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر ان دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad